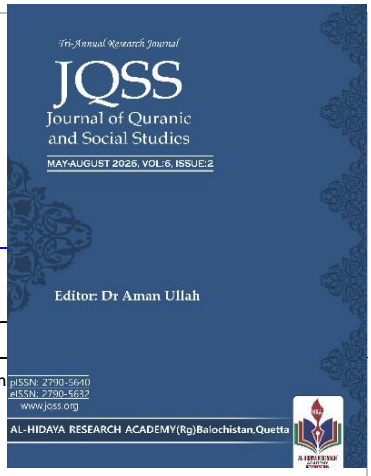
JQSS: *(Journal Of Quranic and Social Studies)*

ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632

Volume: 6, Issue: 2, May-August 2026. P: 13-39

Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/261

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.24317753



Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

حدیث موضوع: حقیقت، علامات، شرعی حکم اور اَسباب وضع کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Fabricated Hadith (Hadith Mawdu'): An Analytical and Critical Study of its Reality, Signs, Legal Ruling, and Causes of Fabrication

1. **Najeeb Ullah** najeebkhan300@gmail.com	MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta
2. **Dr. Shabana Qazi** shabanaqazi786@yahoo.com	Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta

How to Cite: Masood ul Hassan and Dr. Shabana Qazi and Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad (2026 An introductory review of wars fought in the world and fifth generation warfare., *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*,6(2), 13-39.

Abstract and Indexing

Publisher
HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

حدیث موضوع: حقیقت، علامات، شرعی حکم اور اسباب وضع کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Fabricated Hadith (Hadith Mawdu'): An Analytical and Critical Study of its Reality, Signs, Legal Ruling, and Causes of Fabrication

Najeeb Ullah
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan Quetta

Dr. Shabana Qazi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan Quetta

Journal of Quranic and Social Studies
13-39
© The Author (s) 2026
Volume:6, Issue:2, 2026
DOI:10.5281/zenodo.24317753
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

Abstract

The phenomenon of fabricated traditions (Hadith Mawdu'ah) represents one of the most critical challenges historically confronted by Islamic scholarship in preserving the authentic heritage of the Prophet Muhammad. This comprehensive study, titled "Hadith Mawdu'ah: Reality, Signs, Legal Status, and Causes of Fabrication," investigates the conceptual framework, identification criteria, jurisprudential rulings, and socio-historical motivations surrounding fabricated narratives. Methodologically, the research explores the rigorous mechanisms established by early Muslim muhaddithin (hadith scholars), encompassing both riwayah (chain of narration analysis via Asma al-Rijal and Jarh wa Ta'dil) and dirayah (textual scrutiny evaluating agreement with the Quran, established Sunnah, reason, and historical facts). The findings demonstrate that fabrication emerged primarily following early political divisions, sectarian alignments, partisan praise, excessive devotion (ghuluw), desires for political and royal patronage, storytelling exaggerations (qasas), and well-intentioned but misguided efforts in targhib wa tarhib (encouraging virtue and deterring vice). Furthermore, the study highlights the severe legal prohibition and scholarly consensus condemning the intentional attribution of falsehoods to the Prophet Muhammad, referencing the stringent warnings outlined in canonical traditions. Ultimately, the research underscores that despite these historical attempts to subvert Islamic texts, the meticulous methodologies of early critics successfully isolated and exposed spurious traditions, safeguarding the purity of the Islamic legal and moral framework for posterity.

Keywords: Hadith Mawdu'ah (Fabricated Traditions) Ilm al-Jarh wa al-Ta'dil (Critique and Modification) Dirayah and Riwayah (Textual and Chain Analysis) Asbab al-Wad' (Causes of Fabrication) Targhib wa Tarhib (Encouragement and Deterrence) Muhaddithin (Hadith Scholars) Sunnah Preservation

Corresponding Author Email: najeebkhan300@gmail.com / shabanaqazi786@yahoo.com

حدیث موضوع کی لغوی تعریف

"موضوع کا لفظ باب وضع (ف) سے اسم مفعول ہے اور لغت عرب میں وضع کے معنی کسی چیز کو اس کے اصلی مقام سے نیچے اتار دینا کے ہیں اسی سے یہ لفظ جھوٹے باندھنے، چھوڑ دینے اور گرا دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً جب کہا جاتا ہے" وضع فلان معنا الکلام،، تو اس کے معنی جھوٹ بات بنا لینے کے ہوتے ہیں اور موضوع (اسم مفعول) کے معنی مکذوب مفتریٰ اور مختلق کے ہوں گے یعنی وہ بات جو جھوٹ موٹ بنا کر کسی دوسرے کی طرف نسبت کر دی گئی ہو۔(1)

حدیث موضوع کی اصطلاحی تعریف

حدیث موضوع اس حدیث کو کہا جاتا ہے، جو آپ ﷺ سے کسی درجہ میں بھی ثابت نہ ہو، بلکہ خود ساختہ اور من گھڑت ہو اکثر علماء علم حدیث نے حدیث موضوع کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ سے کی ہے:

"الحديث المختلق الموضوع المكذوب على رسول الله ﷺ عمداً أو خطاء "(2)

"حدیث موضوع اس حدیث کو کہا جاتا ہے جو من گھڑت اور خود ساختہ ہو اور جان بوجھ کر یا غلطی سے آپ ﷺ کی طرف اس کی جھوٹی نسبت کی گئی ہو"۔

اسی طرح فتاویٰ اسلامیہ میں موضوع حدیث کی تعریف یوں بیان کی ہیں:

"حدیث موضوع" اس حدیث کو کہتے ہیں جو بالکل جھوٹی ہو اور اسے از راہ کذب نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو ایسی حدیث کو روایت کرنا جائز نہیں الّا یہ کہ ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا جائے کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے۔(3)

مولانا ظفر احمد تھانوی حدیث موضوع کے متعلق لکھتے ہیں:

"الحديث الموضوع لا أصل له فلا يجوز العمل به بحالٍ أي ولو في فضائل الأعمال"۔ (4)

"حدیث موضوع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی کوئی اصل نہ ہو بلکہ وہ گھڑی ہوئی ہو اس حدیث پر کسی بھی حال میں عمل درست نہیں خواہ عمل کا تعلق فضائل اعمال سے ہو"۔

آسان اصول حدیث نامی کتاب میں موضوع حدیث کے متعلق یوں بیان کیا ہیں:

"موضوع: وہ روایت ہے کہ جس کی غلط طور پر رسول اللہ ﷺ السلام کی طرف نسبت کر دی گئی ہو"۔(5)

"روایت کے موضوع "ہونے کا علم کبھی خود راوی کے اقرار و اعتراف سے ہوتا ہے اور کبھی دوسرے قرائن سے، مثلاً راوی کے بارے میں کسی اور روایت میں جھوٹ بولنا ثابت ہو، یا خود روایت کے الفاظ اور مضمون سے اندازہ ہو جائے کہ یہ کلام رسول نہیں ہو سکتا۔

وضع روایت کا کام مختلف طبقوں نے کیا ہے، بد دین لوگوں نے اپنے عقائد کی تائید میں کسی خاص سیاسی گروہ سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے پیشوا کی فضیلت اور فریق مخالف کی مذمت میں، خوشامدی اور خود غرض درباریوں نے بادشاہوں کی خوشامد میں، غیر محتاط مقررین نے اپنی تقریر میں رنگ پیدا کرنے کے لئے، جاہل مشائخ و صوفیاء نے ترغیب و ترہیب کی غرض سے، بعض دفعہ مشہور ائمہ حدیث کے خدا ناترس شاگردوں، املا نویسوں اور بعض محدثین کے لڑکوں نے بھی روایات وضع کر کے اپنے شیخ یا والد کی طرف منسوب کی ہیں، جیسے سفیان بن وکیع نے وکیع بن جراح کی طرف اور حماد بن ابی سلمہ کے پروردہ ابن ابی العوجاء نے حماد کی طرف نسبت کر کے روایتیں وضع کیں۔(6)

حدیث موضوع کی علامات

اللہ جل جلالہ نے رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم عطا فرمائے ہیں اور بلا شک و شبہ آپ ﷺ تمام عالم عرب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان اور بلیغ کلام کے مالک تھے اس بدرجہ اتم فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے کلام کو وحی کی حیثیت بھی حاصل تھی، اس لیے آپ ﷺ کی واقعی بیان کردہ احادیث اور آپ ﷺ کی طرف منسوب دیگر لوگوں کی من گھڑت روایات میں محض ظاہری الفاظ کے اعتبار سے بھی زمین و آسمان کا فرق موجود ہے جس کی وجہ سے علم حدیث کے ماہرین اور محققین کو سند کی تحقیق کے بغیر بھی محض ظاہری الفاظ سے ہی حدیث اور غیر حدیث کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن القیم سے کسی نے سوال پوچھا، کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی حدیث کی سند دیکھے بغیر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے ؟ تو اس کے جواب میں علامہ ابن القیم نے فرمایا:

"فهذا سؤال عظيم القدر، وإنما يعرف ذلك من تضلع في معرفة السنن الصحيحة، واختلطت بلحمه ودمه، وصار له فيها ملكة وصار له إختصاص شديد بمعرفة السنن والآثار، ومعرفة سيرة رسول الله ﷺ وهديه، فيما يأمر به وينهى عنه... بحيث كأنه مخالط للرسول ﷺ كواحد من أصحابه"۔ (7)

"یعنی بغیر سند کے حدیث کی اس طرح کی معرفت صرف اس شخص کے لیے ممکن ہے کہ فنِ حدیث جس کا اوڑھنا بچھونا ہو، اور علم حدیث اس کے رگ وپے میں سرایت کر چکا ہو قدم قدم پر حضور ﷺ کی سیرت واقوال کی تلاش اور زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کی پیروی کرنے میں گویا وہ شخص آپ ﷺ کے صحابہ کی مانند ہو چکا ہو تو ایسا شخص بغیر کسی تحقیق کے حدیث اور غیر حدیث میں تمیز کر سکتا ہے"۔

اس کے علاوہ ائمہ حدیث نے راویوں کی تحقیق اور سند کی تفتیش سے قطع نظر کچھ ایسے قرائن اور چند علامات مقرر کی ہیں، جن کی وجہ سے حدیث کے موضوع اور غیر موضوع ہونے کو بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے چنانچہ حافظ ابن قیمؒ نے تقریباً انیس ضابطے مقرر کیے ہیں جن کی بنیاد پر حدیث موضوع کی پہچان کی جاسکتی ہے۔

مثلاً کوئی حدیث ایسی ہو جو کہ انبیاء کرام کے کلام کے مشابہ اور ان کی شان کے لائق ہی نہ ہو، تو ایسی حدیث سید الانبیاء ﷺ کا کلام کیونکر ہو سکتا ہے جیسا کہ ایک موضوع حدیث ہے:۔

"النظر إلى الوجه الحسن يجلو البصر "

"حسین چہرے کو دیکھنے سے نظر تیز ہوتی ہے"۔

یا کوئی حدیث ایسی ہو، جس کے الفاظ ہی ایسے رکیک ہوں، جن سے فوراً پتہ چل جاتا ہو کہ یہ آپ ﷺ کی حدیث نہیں ہے، کیوں کہ آپ ﷺ کے ارشادات تو جوامع الکلم ہیں۔

"یا کوئی حدیث ایسی ہو، جو قرآن کریم کی صریح آیات کے مخالف ہو یا سنت متواترہ کے مخالف ہو"۔ (8)

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے علامہ ابن الجوزیؒ کے حوالے سے حدیث موضوع کی مختصر مگر جامع پہچان اور علامت ذکر کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"إذا رأيت الحديث يباين المعقول أو يخالف المنقول أو يناقض الأصول ، فاعلم أنه موضوع "۔(9)

"یعنی جب کوئی حدیث عقل یا نقل کے خلاف ہو یا اصول کے مخالف ہو۔(اصول کے مخالف ہونے کی تشریح خود علامہ سیوطی نے ہی کی ہے کہ اصول کے مخالف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث، مشہور کتب حدیث اور مسانید وغیرہ سے خارج ہو) تو جان لو کہ وہ حدیث موضوع ہے"۔

تاہم یہ واضح رہے کہ ان اصول وعلامات کے باوجود کسی حدیث پر ضعف یا موضوع ہونے کا حکم لگانا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے بلکہ یہ انتہائی مشکل اور بہت نازک کام ہے، جس کے لیے علم حدیث میں انتہائی وسیع اور عمیق نظر کی ضرورت ہے۔

پانچویں صدی ہجری کے بہت سے محققین اور علم حدیث کے نامور علماء مثلاً علامہ ابن حجرؒ، حافظ سخاویؒ، علامہ سیوطیؒ اور ملا علی قاریؒ وغیرہ نے حدیث کی تصحیح وتضعیف کا کام کیا ہے ذخیرہ حدیث پر ان حضرات کی عمیق نظر اور راویوں کے حالات سے مکمل واقفیت کی بنا پر احادیث کے بارے میں ان کی تحقیق کو علماء امت نے معتبر سمجھا ہے۔ اور ان کی تصحیح وتضعیف کو قبول کیا ہے، لہذا اس کتاب میں بھی موضوع احادیث ذکر کرنے میں انہی حضرات کے اقوال کا سہارا لیا گیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی بھی رائے قائم کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔

موضوع احادیث اور محدثین کی خدمات

رسول کریم ﷺ کے ذخیرہ احادیث میں جو جعلی روایات شامل کی گئیں، ان کی نشان دہی کرنا اور ان کو چھانٹ کر الگ کرنا یقیناً ایک دشوار اور وقت طلب کام ہے اور اس سب کام کے لیے سرمایہ احادیث پر گہری نظر رسول کریم ﷺ کے حالات زندگی سے مکمل واقفیت آپ ﷺ کے معمولات سے مکمل آگہی اور احکام شرعیہ میں سچی بصیرت کی ضرورت ہے محدثین کرام نے اس سلسلہ میں جس محنت اور جاں فشانی سے احادیث کی تخریج کی، ان کے اصول متعین کیے معیار اور مقیاس وضع کیے وہ ناقابل فراموش اور حیرت انگیز ہیں، ان حضرات نے اپنی بساط کے مطابق ایسا کوئی کمزور پہلو نہ چھوڑا جس کے ذریعہ کذابوں، وجالوں اور فتنہ پردازوں کو اپنی

مکروہ کوششیں جاری رکھنے کا موقع ملتا اور موضوع روایات کو صحیح احادیث ثابت کرنے کی سہولت حاصل ہوتی، ان کی محنت و خدمت ہی کا تو نتیجہ ہے کہ ہم آج اعتماد کے ساتھ حدیث رسول کے درس و تدریس سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور سنت ثابتہ پر عمل کرتے ہیں ان محدثین نے خاص طور پر ان احادیث کی چھان پھٹک پر زیادہ زور دیا جن کا تعلق قانون احکام اور تشریعی امور سے تھا کہ اسلامی قوانین اللہ اور اس کے رسول کے مرضی کے مطابق مدون ہوں مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ

"جس وقت سے جعلی احادیث ظاہر ہونی شروع ہوئیں اسی وقت سے محدثین اور ائمہ مجتہدین اور فقہا نے اپنی تمام کوششیں اس بات پر مرکوز کر دیں کہ یہ گندا نالہ اسلامی قوانین کے سوتوں میں نفوذ نہ کرنے پائے ان کوششوں کا زیادہ تر زوران احادیث کی تحقیقات پر صرف ہوا ہے جن سے کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا تھا"۔(10)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ:

"جب ہم رسول اللہ ﷺ سے حلال و حرام اور سنن و احکام سے متعلق روایت کرتے ہیں تو اسناد میں سختی برتتے ہیں اور جب فضائل اعمال سے متعلق روایت کرتے ہیں تو اسناد میں نرمی برتتے ہیں"۔(11)

حدیث رسول ﷺ سے والہانہ عقیدت اور شبانہ روز کی مناسبت نے ان کے اندر اتنا ملکہ پیدا کر دیا تھا کہ ان کے سامنے جب کوئی روایت حضور صلی اللہ علیہ سلم کی طرف منسوب ہو کر آتی تو ان کو اس کی صحت اور سقم کا اندازہ ہو جاتا جس طرح ایک جوہری کی پتھر کو دیکھ کر اس کے ہیرا یا خزف ریزہ ہونے کا اندازہ اس ملکہ کی بنا پر کر لیتا ہے جسے وہ مدتوں اس میدان میں لگانے کے بعد حاصل کرتا ہے یہی ائمہ محدثین کرام کا احادیث نبوی کے ساتھ ہوتا ہے گویا ان کے رگ وریشہ میں حدیث کی خوشبو سی ہوتی ہے ان کے رگ وپے میں خون کی طرح گردش کرتی ہے اور ان کے فکر و خیال پر حدیث ہی حدیث چھائی ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگ دامان حدیث کو موضوعات کے بدنما داغوں سے بچا سکتے اور کذابوں سے فرمان رسول ﷺ کی حفاظت کر سکتے ہیں ابن قیم الجوزیہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ سند کو دیکھے بغیر کسی موضوع حدیث کو کسی قاعدہ سے جان لینا ممکن ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ:

"یہ بڑے مرتبہ کا سوال ہے، یہ وہی شخص جان سکتا ہے جو سنن پر حاوی ہو اور اس کے خون اور گوشت میں وہ مخلوط ہو گئی ہوں اور ان پر اسے ملکہ حاصل ہو گیا ہو سنن اور آثار کو پہچاننے میں، رسول اللہ کی سیرت کو پہچاننے میں جس کا حکم حضور ﷺ دیتے تھے اور جس سے سے منع فرماتے تھے، جس بات کی خبر دیتے تھے، جس کی طرف بلاتے تھے، جس چیز کو پسند کرتے تھے اور جس چیز کو برا سمجھتے تھے اور جس کی امت کو تعلیم دیتے تھے ان سب کو جانتے ہیں اسے شدید اختصاص و مہارت حاصل ہو گئی کہ گویا وہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام سے ملا ہوا ہے اس قسم کا انسان، آنحضور ﷺ کے احوال، ہدایت کلام اور اقوال افعال کو جانتا ہے"۔(12)

ابن دقیق العید نے اسی ملکہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

كثيرا ما يحكمون بذالك اى بالوضع باعتبار امور ترجع الى المروى و الحاصل انهم لكثرة ممارستهم لا لفاظ الحديث حصلت لهم هيئة نفسانية وملكة قوية يعرفون بها ما يجوزان يكون من الفاظ النبي صلى الله عليه وسلم و ما لا يجوز ۔(13)

"محدثین بسا اوقات کسی روایت کے موضوع ہونے کا فیصلہ روایت کے احوال کی بنا پر کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ الفاظ حدیث سے بکثرت مناسبت و ممارست ہونے کی وجہ سے ان کو ایک روحانی ہئیت اور قوی ملکہ حاصل ہو جاتا ہے جس کے ذریعے وہ پہچان لیتے ہیں کہ کون سے الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہو سکتے ہیں اور کون سے نہیں"۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ،

عباسی خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں ایک شخص وضع حدیث کے جرم میں گرفتار کر کے لایا گیا تو ہارون رشید نے اسے قتل کر دینے کا حکم دے دیا، اس پر مجرم نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو ان چار ہزار روایات کی نشان دہی کون کرے گا جن کو میں نے وضع کر کے عوام میں رائج کر دیا ہے ان روایات میں میں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا ہے اس پر خلیفہ نے کہا کہ عبد اللہ ابن مبارک اور ابن اسحاق الفزاری حرف حرف الگ کر دیں گے۔(14)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کے فیضان سے براہ راست تربیت پانے والی اور اس کی رہنمائی اور نور ہدایت سے بلاواسطہ منور ہونے والی شخصیت کے قول فعل اور فکر وخیال میں جو بلندی ہوگی وہ کسی اور کے اندر نہیں ہوسکتی اسی طرح ایسی ذات کی لسان صدق مقال اور اس کے ادا کردہ جملوں اور الفاظ میں جو حکمت، دانائی، معنویت، بصیرت، گہرائی اور عظمت ہوسکتی ہے وہ کسی اور کے کلام میں نہیں ہوسکتی ہے رسول کریم ﷺ کے کلام میں وحی الٰہی کی خوشبو ہوتی ہے جب کہ عام انسانوں کے کلام میں وہ بات نہیں ہوتی اس لیے عام حالات میں نبی پاک کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا دوسرے انسان کی طرف منسوب کرنے سے کسی کسی درجہ میں مختلف ضرور ہوگا یہ اور بات ہے کہ یہ فرق و امتیاز اسی شخص پر واضح ہوسکتا ہے جس پر سیرت و سنت نبوی ﷺ آئینہ کی طرح روشن ہوں، اکثر یہ ہوتا ہے کہ موضوع احادیث کا ہر جملہ اپنی تکذیب کی طرف اشارہ کرتا ہے، اپنی اصلیت کی نمائندگی کرتا ہے اور لسان نبوت کے رمز شناس اور مزاج نبوت کے آشنا کو آگاہ کرتا ہے ربیع بن خثیم نے صحیح حدیث کے سلسلے میں کہا ہے کہ:

"له ضوء كضوء النهار"۔(15)

"دن کی روشنی کی طرح اس کی روشنی ہوتی ہے"۔

اور موضوع حدیث کے سلسلے میں کہا ہے:

له ظلمتة كظلمة الليل ۔(16)

"اس کی تاریکی رات کی تاریکی کی طرح ہوتی ہے"۔

ابن قیم الجوزیہ موضوع حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

"والاحاديث الموضوعة عليها ظلمة وركاكة ومجازفات بارزة تنادى على وضعها واختلافها على رسول الله صلى الله عليه وسلم" ۔(17)

"موضوع احادیث میں ایک خاص طرح کی کھلی ہوئی سطحیت، بے تکا پن اور تاریکی ہوتی ہے جو اس کے موضوع اور جعلی ہونے کا اعلان کرتی ہے"۔

موضوع روایت کی پہچان کے دو اصول ہیں، ایک روایت یعنی سند حدیث کی معرفت، دوسرے درایت یعنی متن حدیث کی معرفت، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت میں سقم ہوتا ہے اگرچہ متن میں وضع کی علامت نہیں ہوتی اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔

سند میں وضع کی علامت

محدثین نے اسماء الرجال اور جرح وتعدیل کے نام پر پورا ایک فن ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ حدیث کا راوی کون ہے، اس کی ثقاہت کیا ہے، اس کے حالات کیا ہیں، حدیث کی روایت میں اس کا درجہ کیا ہے اور اس کی بیان کردہ روایت کسی درجے میں رکھے جانے کی مستحق ہے اس اصول کے تحت علامات وضع یہ ہیں:

1. راوی حدیث وضع کرنے کا خود اعتراف کرے کہ اس نے فلاں فلاں حدیث وضع کی ہے:

"مثلاً ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے قرآن کی سورتوں میں حدیث وضع کرنے کا اعتراف کیا عبد الکریم بن ابی العوجاء نے چار ہزار حدیثیں وضع کرنے کا اعتراف کیا اسی طرح ابو شیبہ کا بیان ہے کہ ایک شخص میرے آگے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ میری مغفرت فرما اور میرا خیال ہے کہ تو ایسا نہیں کرے گا، میں نے کہا اے شخص تیری مایوسی تیرے گناہ سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں نے کہا اپنا ماجرا بتاؤ، تو اس نے کہا میں نے پچاس احادیث وضع کرکے لوگوں میں رائج کردی ہیں اور اب میرے بس میں نہیں کہ ان کو لوٹاؤں"۔(18)

عباسی خلیفہ مہدی نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک زندیق نے میرے سامنے اقرار کیا کہ اس نے چار سو احادیث وضع کرکے رائج کردی ہیں۔(19)

2. حدیث کا راوی جھوٹ میں مشہور ہو اور اس کی روایت کوئی ثقہ راوی نہ کرتا ہو۔ مثلاً یہ روایت:

"بجلوا المشائخ فان تبجيل المشائخ من تبجيل الله"۔(20)

"مشائخ کی تعظیم کرو کیوں کہ مشائخ کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے"۔

اس حدیث کا راوی صخر بن محمد المروزی الحاجبی ایک جھوٹا آدمی تھا اور اس حدیث کی روایت کسی ثقہ راوی نے نہیں کی۔

اسی طرح یہ حدیث:

"سیکون في امتي رجل یقال له محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس"۔(21)

عنقریب میری امت میں محمد بن ادریس نامی ایک شخص ہو گا وہ میری امت کے لیے شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہو گا۔

اس کا راوی مامون کذاب تھا۔

3. راوی کسی ایسے شخص سے روایت کرے میں سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو، نہ وہ اس اس کا معاصر یا وہ اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہو، یا جس جگہ حدیث سننے کا دعوی کیا وہاں وہ نہ گیا ہو:

"مثلاً مامون بن احمد الھروی نے دعویٰ کیا کہ اس نے ہشام بن عمار سے فلاں حدیث سنی تو حافظ ابن حبان نے اس سے پوچھا کہ تم شام کب گئے تھے؟ اس نے کہا ۲۵۰ ہجری میں، اس پر ابن حبان نے کہا تم جس ہشام سے شاہ روایت کرنے کے مدعی ہو وہ ۲۴۵ ہجری میں انتقال کر گئے تھے"۔(22)

اسی طرح عبد اللہ بن اسحاق کرمانی نے محمد بن یعقوب سے روایت کا دعویٰ کیا تو اس سے کہا گیا کہ تمھاری پیدائش سے نو سال قبل محمد بن یعقوب کا انتقال ہو چکا تھا۔

عنبر بن معدان الکلاعی کہتے ہیں کہ،

"عمر بن موسیٰ حمص آیا تو ہم اس کے ساتھ مسجد میں جمع ہوئے اس نے کہا مجھ سے بیان کیا تمھارے صالح شیخ نے، اور جب بار بار یہ جملہ کہا تو میں نے پوچھا، شیخ صالح کون ہیں، ان کا نام بتاؤ تا کہ ان کو جانیں؟ اس نے جواب دیا کہ خالد بن معدان ہیں، میں نے پوچھا کس سال تمھاری ملاقات ہوئی، تو بولا ۱۰۸ ہجری میں، میں نے پوچھا کہاں؟ تو بولا آرمینیہ کے جہاد میں، میں نے کہا شیخ اللہ سے ڈرو، خالد بن معدان ۱۰۴ ہجری میں وفات پا گئے اور تم دعویٰ کرتے ہے کہ ان کی وفات کے وفات کے چار سال بعد ان سے ملے ہو پھر انھوں نے جہاد روم میں تو حصہ لیا جہاد آرمینیہ میں کبھی نہیں"۔(23)

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ،

"جب سے راویوں نے جھوٹ بولنا شروع کیا ہم نے ان کے لیے تاریخ کا استعمال شروع کر دیا ہے"۔(24)

4. بعض اوقات وضع حدیث کا فیصلہ راوی کی حالت اور اس کے پیشہ، ہنر اور عمل کو دیکھ کر کیا جاتا ہے:

مثلاً حاکم نے سیف بن عمر سے روایت کی ہم لوگ سعد بن ظریف کے پاس بیٹے ہوئے تھے اس وقت اس کا بیٹا ہاتھ میں کتاب لیے روتا ہوا آیا تو اس نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ بچہ نے جواب دیا کہ استاد نے مارا ہے اس پر وہ بولا کہ آج میں اُسے رسوا کروں گا کیوں کہ مجھ سے عکرمہ نے بحوالہ ابن عباس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" معلموا صبیانکم شرارکم اقلهم رحمة للیتیم واغلظهم علی المساکین"۔(25)

"تمھارے بچوں کے معلمین بدترین لوگ ہوں گے، یتیم پر کم رحم کریں گے اور مسکینوں پر سخت ہوں گے"۔

اس کا راوی محمد بن حجاج ہریسہ فروش تھا۔

5. راوی اہل بدعت ہو اور اپنے مسلک کی حمایت میں حدیث بیان کرتا ہو مثلاً خارجیہ، مرجیہ معتزلہ، کرامیہ اور قرامطہ وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو اور اس کی دعوت دیتا ہو مثلاً یہ حدیث:

"سمعت علیا قال عبدت الله مع رسوله قبل ان یعبده ا احد من هذه الامت خمس سنین اوسبع سنین"۔(26)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ اللہ کی عبادت اس امت کے افراد سے پانچ یا سات سال پہلے کیا"۔

اس حدیث کا راوی حبہ بن جوین تھا، اس کے متعلق ابن حبان کہتے ہیں کہ کان غالیا في التشیع، وہ غالی شیعہ تھا۔

واضح رہے کہ محدثین نے داعی اہل بدعت اور غیر داعی اہل بدعت میں فرق کیا ہے۔(27)

"بدعتی کے سلسلہ میں اکثر محدثین کا مؤقف یہی ہے کہ اگر وہ داعی بدعت نہ ہو تو اس کی روایت قابل قبول ہے، امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ بھی اس کا روایت کو قابل قبول سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس کی تکفیر نہ کی گئی ہو اور نہ وہ جھوٹ کو جائز سمجھتا ہو جب کہ کا امام مالکؒ قاضی ابو بکر باقلانیؒ اوران کے اصحاب کے نزدیک ایسے بدعتی کی بھی روایت قابل قبول نہیں جس کی تکفیر نہیں کی گئی ہے"۔(28)

سلسلہ استاد کی ضرورت بھی اہل سنت واہل بدعت کی روایات میں تمیز کرنے کے لیے ہی پیش آئی تھی چنانچہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں:

"پہلے زمانوں میں لوگ اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے مگر جب فتنہ پیدا ہونے لگا تو لوگ اسناد کے بارے میں سوال کرنے لگے تا کہ اہل سنت کی حدیث بیان اور قبول کریں اور اہل بدعت کی چھوڑ دیں"۔(29)

عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ:

"الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء"۔(30)

"اسناد دین کا جزو ہیں اگر اسناد نہ ہوتے تو جس کے جی میں جو کچھ آتا کہ دیتا"۔

مگر مفسدین نے جب یہ دیکھا کہ حدیثوں کی جانچ پڑتال کے لیے سلسلہ سند کا اصول موجود ہے تو انھوں نے فرضی اسناد بنانا شروع کر دیئے، چنانچہ ابو حاتم البستی کہتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں گیا تو دیکھا کہ نماز کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور اس طرح حدیث بیان کرنے لگا:

" حدثنا ابو خلیفہ حدثنا ابو الولید عن شعب عن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قضیٰ لمسلم حاجتہ"۔

جب وہ حدیث بیان کر چکا تو میں نے اسے بلایا اور پوچھا کیا تم نے ابو خلیفہ کو دیکھا ہے؟ وہ بولا نہیں میں نے کہا جب تم نے ان کو دیکھا نہیں تو ان سے روایت کس طرح کرتے ہو؟ وہ بولا یہ بحث ہمارے ساتھ مروت کی کمی کی بنا پر ہے میں نے اس سند کو یاد کر لیا ہے جب بھی میں نے کوئی حدیث سنی تو اس سند کے ساتھ جوڑ دیا۔(31)

سلسلہ استناد کی جانچ اور تحقیق قرآن کی حسب ذیل آیت کی روشنی میں مقرر کی گئی ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ"۔(32)

"اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ"۔

متن میں وضع کی علامت

کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ سند میں کلام کی گنجائش نہ ہو مگر بیان کی جانے والی روایت فی الواقع حدیث رسول نہ ہو، اس لیے درایت کے اصول کے ذریعہ بھی حدیث کے صحیح اور موضوع ہونے کی پہچان کی جاتی ہے، چنانچہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ،

"قد یکون الاسناد کلہ ثقات ویکون الحدیث موضوعا"۔(33)

"کبھی اسناد کے ثقات پر مشتمل ہوتے ہوئے بھی حدیث موضوع ہوتی ہے"۔

علامہ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

"حدیث ابن عمر و ھم غلط وانہ لا یصح معناہ وان کان اسنادہ صحیحا"۔(34)

"حدیث ابن عمرو ہم اور غلط ہے اس کے معنی درست نہیں اگر چہ اس کے اسناد درست ہیں"۔

یہ اصول تحقیق خود قرآن کریم سے مستفاد ہے جب منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا تھا اور اس خبر کو پھیلانے میں بعض صحابہ بھی نادانی کا شکار ہو گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۔(35)

"جب تم نے یہ بات سنی تو کیوں نہ کہ دیا کہ ہمارے لیے یہ بات کہنا مناسب نہیں آپ کی ذات اس الزام سے پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے"۔

اصول روایت کی رو سے راویوں کے نام اور ان کی ثقاہت کے بارے میں پہلے تحقیق ہوتی گر اس افواہ کے پھیلانے میں غیر ثقہ منافقین ہی نہ تھے ثقہ صحابہ بھی تھے، جیسے مسطح بن اثاثہ، اور حسان بن ثابتؓ لیکن قرآن نے درایت کے اس اصول کی طرف توجہ دلائی کہ اس خبر کے سنتے ہی تردید ہونی چاہیے تھی کہ الزام اس لائق ہی نہ تھا کہ اس کے بارے میں مزید کچھ سوچا جاسکتا تھا اصول درایت کے تحت معاون علامات یہ ہیں:

1. حدیث کے متن میں رکاکت اور سطحیت ہو، یہ رکاکت لفظی بھی ہو سکتی ہے اور معنوی بھی۔

لفظی رکاکت کا مطلب یہ ہے کہ کلام میں کوئی واضح خرابی ہو جس کی توقع کسی فصیح و بلیغ انسان سے نہ کی جاسکتی ہو چہ جائے کہ فصحائے عرب کے سردار نبی کریم ﷺ سے کی جائے، اور معنوی رکاکت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی غلطی جو کسی عالم اور خداترس سے متصور نہ ہو کجا کہ ہادی صلی اللہ علیہ وسلم سے، علماء حدیث نے معنوی رکاکت کو لفظی رکاکت کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

"المدار في الركة على ركة المعنى نحيثا وجدت دلت على الوضع وان لم يضم اليهاركة اللفظ لان هذا الدين كله محاسن والركة ترجع الى الردائية وامار كاكة اللفظ فقط فلا تدل على ذالك لاحتمال ان يكون رواه بالمعنى فغير الفاظه بغير فصيح نعم ان صرح بانه من لفظ النبي صلى الله عليه وسلم فكاذب" ۔(36)

"رکت کا مدار رکت معنی پر ہے جہاں سطحیت پائی جائے گی موضوع کی علامت ہو گی اگر چہ اس کے ساتھ لفظی رکت نہ پائی جائے، کیوں کہ یہ دین تمام محاسن ہے اور رکت عیب ہے جہاں تک لفظی رکت کا سوال ہے تو صرف یہ موضوع کی علامت نہیں کیوں کہ اس بات کا پورا احتمال ہے کہ روایت بالمعنی ہو اور حدیث کے الفاظ غیر فصیح الفاظ سے بدل دیے گئے ہوں، ہاں اگر راوی یہ صراحت کرے کہ یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ضرور جھوٹا ہو گا"۔

2. حدیث عقل صریح کے خلاف ہو جس کی تاویل نہ کی جاسکتی ہو، مثلاً یہ روایت:

"ان سفينة نوح طافت بالبيت سبعا وصلت عند المقام ركعتين"۔(37)

"نوح علیہ السلام کی کشتی نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھی"۔

واضح رہے کہ علماء حدیث نے محال عقلی اور محال عادی میں جو فرق کیا ہے اگر اسے پیش نظر نہ رکھا گیا تو اس دورِ عقلیت (RATIO NALISM) میں معجزات اور ابودرم میں معجزات اور مابعد الطبعیات وغیرہ سے متعلق صحیح احادیث بھی لوگوں کے فکری و ذہنی چوکھٹہ (PARADIGM) میں فٹ نہ ہو کی بنا پر موضوع قرار پائیں گی اور اصول دین کو بھی ناقص عقل کی خراد پر چڑھایا جائے گا۔

3. حدیث واقعہ اور تاریخ کے خلاف ہو، مثلاً:

"رد الشمس على على

حمل على باب خيبر"۔(38)

حضرت علیؓ پر سورج کو ڈوبنے کے بعد لوٹا دیا گیا۔

حضرت علیؓ نے خیبر کا دروازہ اکھاڑ پھینکا۔

4. محسوسات و مشاہدات کے خلاف ہو مثلاً:

عوج بن عنق کے بارے میں ہے کہ

"ان طوله ثلاثة الاف ذراع وثلاث مائة وثلاثة وثلاثين"۔(39)

"اس کی لمبائی تین ہزار تین سو تینتیس گز تھی"۔

اور یہ کہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو آسمان میں ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی جب سے مخلوق کی لمبائی برابر گھٹ رہی ہے۔(40)

"ان الأرض على صخرة والصخرة على قرن ثور فاذا حرك الثور قرنه تحركت الصخرة فتحركت الأرض وهي الزلزلة"۔(41)

"زمین چٹان پر ہے اور چٹان بیل کی سینگ پر جب بیل اپنی سینگ کو ہلاتا ہے تو چٹان ہلتی ہے جس سے زمین ہلتی ہے اسی کا نام زلزلہ ہے"۔

5. قرآنی آیات کے خلاف ہو، مثلاً:

"ولد الزنا لا يدخل الجنة"۔(42)

"ولد زنا جنت میں نہیں جائے گا"۔

یہ قرآن کی آیت:(وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) کے خلاف ہے۔

إن الميت لينضح عليه الحميم ببكاء الحي

مردہ کو زندہ کے رونے کی وجہ سے عذاب ہو گا، یہ بھی مذکورہ آیت کے خلاف ہے۔

6. سنت ثابتہ کے خلاف ہو، مثلاً

"إذا حدثتم عني حديثا يوافق الحق فخذوا به، حدثت به أولم أحدث به"۔(43)

"جب تم سے کوئی حدیث بیان کی جائے جو حق کے موافق ہو تو اسے قبول کر لو خواہ میں نے کہی ہو یا نہیں"۔

یہ مشہور حدیث، من كذب علي متعمداً، فليتبوأ مقعده من النار۔(بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ح:۱۰۶) کے خلاف ہے۔

اسی طرح یہ حدیث:

"رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل متكئا"۔(44)

میں نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کو ٹیک لگا کر کھاتے دیکھا۔

یہ مشہور حدیث،لا اكل وانا متكئ۔(میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا) کے خلاف ہے۔

7. متفقہ طبی اور علمی کلیہ کے خلاف ہو، مثلاً:

"يا حميرا لا تغتسلى بماء الشمس فانه يورث البرص"۔(45)

"اے حمیرا (عائشہ) سورج کے گرم پانی سے غسل نہ کرو کیوں کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے"۔

موضوع احادیث بیان کرنے کا حکم

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرنا انتہائی ذمہ داری اور احتیاط کا کام ہے اور اس میں ذرا سی کوتاہی یا بے احتیاطی کی وجہ سے انسان انتہائی سخت وعید کا مصداق بن سکتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن كذبا علي ليس ككذب على أحدكم، فمن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار"۔(46)

"مجھ پر جھوٹ بولنا عام لوگوں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے، پس جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔

اسی وجہ سے ائمہ حدیث وعلماء امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی بھی عنوان سے آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرنا جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو، حرام اور کبیرہ گناہ ہے اگرچہ کہنے والے کا مقصد نیک ہو۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی، امام نووی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لا فرق في تحريم الكذب عليه بين ما كان من الأحكام، وما لاحكم فيه كالترغيب والترهيب والمواعظ وغير ذلك، فكله حرام من أكبر الكبائر وأقبحالقبائح بإجماع المسلمين الذين يعتد بهم في الإجماع"۔(47)

"یعنی مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ احکام، ترغیب وترہیب اور مواعظ وغیرہ میں آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے جھوٹ بولنا، حرام اور انتہائی قبیح حرکت اور کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے"۔

بلکہ علامہ سخاوی نے تو ایسے شخص کی توبہ قبول کرنے سے بھی انکار کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"لأن الكذب عليه ليس كالكذب على غيره من الخلق والأمم، حتى اتفق أهل البصيرة والبصائر أنه من أكبر الكبائر وصرح به غير واحد من علماء الدين وأئمته، بعدم قبول توبته"۔(48)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مذکورہ بالا وعیدوں کا مستحق وہی شخص ہو گا کہ جو قصداً حدیث گھڑتا ہو اور حضور ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہو جیسا کہ گزشتہ حدیث میں لفظ "متعمدا" سے واضح ہے۔

"تاہم اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتا، بلکہ کسی جگہ کوئی بات بطورِ حدیث سن کر یا پڑھ کر اس کو آگے بطور حدیث بیان کرتا ہے جب کہ حقیقت میں وہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہوتی ہے، تو ایسا شخص اگرچہ مندرجہ بالا وعیدوں کا متحق نہیں بنتا، لیکن اس درجہ میں گناہ کا ارتکاب ضرور کرلیتا ہے کہ اس نے بغیر تصدیق کے محض سنی سنائی بات کو آگے بیان کیا ہے، جب کہ حدیث میں ایسے شخص کو بھی جھوٹا کہا گیا ہے"۔(49)

لہذا محض سنی سنائی بات اس وقت تک بطورِ حدیث بیان نہ کی جائے، جب تک کسی مستند طریقے سے اس کا حدیث ہونا ثابت نہ ہو۔

بالخصوص علماء دین اور مقتدایان ملت کو یہ روش ترک کرنی ہو گی کہ اپنے مواعظ اور بیانات میں بغیر تحقیق کے احادیث بیان کریں، کیوں کہ ان کے فرمودات عوام کے لیے حجت ہوا کرتے ہیں، لہذا بلا تحقیق احادیث بیان کرنا ان کی شان کے لائق ہر گز نہیں ہے چنانچہ امام مالک فرماتے ہیں:

"إعلم أنه ليس يسلم رجل حدث بكل ما سمع، ولا يكون إماما أبدا وهو يحدث بكل ما سمع" ۔(50)

"جان لو کہ ایسا شخص سلامت نہیں رہ سکتا، جو ہر سنی سنائی بات بیان کرے اور نہ ہی ایسا شخص مقتدا بن سکتا ہے"۔

یہی وجہ تھی کہ حضرات شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سے کوئی نئی حدیث سنتے تو اس راوی سے اس حدیث کے ثبوت پر گواہ طلب کرتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا طرز عمل یہ تھا کہ جب کسی سے کوئی حدیث سنتے تو اس سے اس حدیث کی صحت پر قسم لیا کرتے۔ (51)

علماء حدیث نے صحابہ میں سے خلفاء راشدین اور تابعین میں سے امام ابو حنیفہ کی بہت کم احادیث روایت کرنے کا سبب اسی احتیاط کو قرار دیا ہے کہ یہ حضرات ان وعیدوں کی وجہ سے حدیث روایت کرنے میں محتاط تھے۔(52)

لہذا ہر شخص کو روایت حدیث میں احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامنا چاہیے اور بغیر تصدیق کے کسی روایت کو بطورِ حدیث بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

کسی حدیث کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کا شک ہونا:

موضوع روایات کو بیان کرنے کے بارے میں ائمہ حدیث کی رائے گزشتہ سطور میں ذکر کی گئی، اس پر اضافہ کرتے ہوئے علماء حدیث کے نزدیک اگر کسی شخص کو کسی بات کے متعلق حدیث ہونے کا یقین نہ ہو، بلکہ اس حدیث کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کا شک ہو اور اس کے باوجود یہ شخص اس حدیث کو روایت کرے تو ائمہ حدیث کے نزدیک یہ شخص بھی جھوٹی روایات بیان کرنے والا شمار ہو گا چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"ثم من روى عن النبي عليه الصلوة والسلام حديثاً وهو شاك فيه: أصحيح أم غير صحيح؟ يكون كأحد الكاذبين لقوله عليه الصلوة والسلام: فمن حدث عني حديثا وهو يرى أنه كذب حيث لم يقل: هو يستيقن أنه كذب"۔(53)

"جو شخص حضور ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے، حالانکہ اس حدیث کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں (یعنی ثابت ہونے یا نہ ہونے میں) اس کو شک ہو، تو یہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث روایت کرے جس کے بارے میں اس کا خیال یہ ہو کہ یہ جھوٹ ہے (تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے) اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو اس حدیث کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو (بلکہ اگر جھوٹ ہونے کا گمان ہو تو بھی ایسا شخص جھوٹی حدیث روایت کرنے کی وعید میں داخل ہو جاتا ہے"۔

علامہ ابن حبان نے بھی ایسے شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے، جس کو اپنی روایت کے حدیث ہونے کے بارے میں شک ہو، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"إن من اختلط عليه ماسمع بمالم يسمع، ثم لم يرع عن نشرها وحدث بها وهو لا يتيقن بسماعها لبالحري أن لا يحتج به في الأخبار، لأنه في معنى من يكذب وهو شاك أو يقول شيئاً وهو يشك في صدقه، والشاك في صدق ما يقول، لا يكون بصادق"(54)

"جس شخص پر اپنی سنی اور ان سنی روایات خلط ملط ہو جائیں اور وہ پھر بھی ان احادیث کو پھیلانے میں احتیاط نہ کرے بلکہ ان کو بیان کرتا رہے حالانکہ اس کو ان احادیث کے سماع کا یقین نہ ہو، تو ایسا شخص اس کا مستحق ہے کہ روایات کے بارے

میں اس کو معتبر نہ سمجھا جائے، کیونکہ یہ شخص ایسی بات کر رہا ہے جس کے سچا ہونے میں اس کو شک ہے، اور جس شخص کو اپنے کلام کے سچا ہونے کے بارے میں شک ہو تو اس کو سچا نہیں کہا جا سکتا"۔

لہذا روایت حدیث میں ہر شخص کو انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے اور ہر سنی سنائی بات کو بطور حدیث بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

موضوع روایات کی طرح ان کو وضع کرنے والے دجالوں کے سلسلہ میں بھی علماء اور محدثین نے سخت موقف اختیار کیا ہے ان کے نزدیک حدیث وضع کرنے والا گویا اسی سلوک کا مستحق ہے جو سلوک مرتد اور مفسد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابو العباس سراج کہتے ہیں کہ،

میں محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو ابن کرام کا ایک مکتوب دیا جس میں چند احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، ان میں زہری، سالم اور سالم کے والد کی سند سے یہ روایت بھی تھی" **الایمان لا یزید ولا ینقص** " ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں ہے، تو امام بخاری نے خط کی پشت پر لکھا،

"من حدث بھذا استوجب به الضرب الشدید والحبس الطویل"۔(55)

"جس نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ سخت سزا اور طویل قید کا مستحق ہے"۔

وضع حدیث کا مرتکب اکبر کبائر کا مرتکب گردانا گیا ہے(56) اور ابو محمد الجوینی نے اس کی تکفیر کی ہے(57) اسی طرح ائمہ مالکیہ میں ناصر الدین بن المنیر نے بھی اسکی تکفیر کی ہے(58) علامہ ذہبی نے ابو داؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے سوید الانباری کے بارے میں کہا ہے وہ "**حلال الدم**" ہے(59) حاکم کہتے ہیں کہ سوید کی یہ روایت "**من عشق و عف و کتم ومات شھیدا**" جس نے عشق کیا اور پاک دامن رہا اور اپنے عشق کو چھپایا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت شہادت ہے جب یحیی بن معین کو معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا"**لو کان لی فرس و رمح غزوت سوید ا**"(60)اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سوید سے جنگ کرتا۔ ابن عتیبہ نے معلی کے بارے میں کہا کہ اگر وہ ابن نجیح سے فلاں (موضوع) روایت بیان کرتا ہے تو اس کی گردن مار دینے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ ہے کہ عبد الکریم بن ابی العوجاء اور محمد بن مصلوب جیسے کذابوں کو قتل کی سزا دی گئی(61) ایسے مجرموں کی گواہی مردود اور اس کی ثقاہت مجروح ہے۔ وہ اگر توبہ بھی کر لے تب بھی اہل علم کے نزدیک وہ نا قابل اعتبار ہے اس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

امام احمد بن حنبل سے ایک راوی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کی، پھر توبہ کر لی تو انھوں نے جواب دیا، اس کی توبہ اللہ اور اس کے درمیان، مگر اس سے حدیث کبھی نہیں روایت کی جائے گی(63)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حدیث چار قسم کے لوگوں سے نہیں لی جائے گی۔

1. وہ آدمی جو بے وقوفی میں مشہور ہے اگرچہ وہ زیادہ روایت کرنے والا ہے۔
2. وہ آدمی جو لوگوں کے معاملہ میں جھوٹ بولتا ہے اگرچہ وہ نبی ﷺ پر جھوٹ منسوب کرنے کے سلسلہ میں متہم نہیں ہے۔
3. صاحب بدعت جو اپنی بدعت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔
4. وہ شیخ جو فضل و عبادت میں معروف ہے مگر اسے اس کا شعور نہیں کہ وہ کیسی حدیث بیان کرتا ہے۔(64)

حدیث گھڑنے کے اسباب

وضع حدیث کی ابتدا

وضع حدیث کی ابتدا ہجرت نبوی ﷺ کے چالیس سال بعد ہوئی یہ وہ وقت تھا جب کہ دین اسلام کو قبول کرنے والوں کی تعداد روز افزوں ہو چکی تھی اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ روم و ایران اور دیگر ایشیائی ممالک تک پھیلتا جا رہا تھا اور اسلام ایک غالب دین اور عالم گیر تہذیب کی حیثیت سے متعارف ہو چکا تھا جہاں اسلام کی داعی پہنچتے گئی لوگ ان کی دعوت پر لبیک کہتے گئے اور خود مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلام کی آغوش میں پلنے بڑھنے مسلمانوں اور نشو نما پانے کا موقع ملا کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت کا معاشرہ شعوری اور عملی سطح کے اعتبار سے دوسرے دور میں داخل ہو چکا تھا جس کی غالب نمائندگی نئی نسل کر رہی تھی ان نو وارد ان اسلام کے معاشرہ میں سابقون الون صحابہ کی تعداد بتدریج کم ہوتی جاری تھی البتہ صغار صحابہ کی تعداد موجود تھی لیکن نئی نسل ہی در حقیقت اسلام کی نمائندہ اور ملت اسلامیہ کی پشتیبان تھی یہ لوگ چونکہ براہ راست صحبت نبوی ﷺ سے فیضیاب نہیں ہوئے تھے اور نہ دربار نبوت کی تربیت پائی تھی۔ اس لیے ان کی جان نثاری، استقامت اور عزم و حوصلہ اور

والہانہ وابستگی کا درجہ وہ نہ تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا یہی وجہ تھی کہ پیش آنے والے پر خطر حالات ور صبر آزما لمحات میں صحابہ کرام جیسی دلجمعی، بصیرت اور استقامت کا مظاہرہ نہ کر سکے اور نہ ان میں بحیثیت مجموعی وہ خصوصیات تھیں جو یاران محمد ﷺ میں تھیں۔

جتنے فتنے اسلامی معاشرہ میں جاہلی سازشوں کے ذریعہ رونما ہوئے ان کا زیادہ تر نشانہ یہی لوگ بنے پہلی منظم سازش جو اسلام کو سبوتاز کرنے اور امت مسلمہ کے اجتماعی شیرازہ کو پراگندہ کرنے کے لیے عبد اللہ بن سبا اور دوسرے منافقوں نے کی ان کے نادانستہ ہی سہی یہی حضرات آلہ کار بنے رجعت پسند جاہلی قوتیں اگرچہ عہد نبویؐ سے موقع کی تلاش میں تھیں مگر ان کو خلیفہ ثانی کے عہد تک کوئی موقع ہاتھ نہ آسکا خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی کے دور میں کچھ ایسے حالات رونما ہوئے کہ ان شیطانی طاقتوں کو اپنا کھیل کھیلنے کا موقع میسر آگیا اور انھوں نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام دشمنی کا آغاز کر دیا اسی سازش کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی کی شہادت واقع ہوئی، ان کی مظلومانہ شہادت کے بعد اسلامی قلمرو کے طول و عرض میں ایک زبردست ہنگامی اور ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی اور مسلمان واضح طور پر دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک طبقہ وہ تھا جو خلیفہ چہارم حضرت علی کے استحکام خلافت پر زور دے رہا تھا اس طبقہ میں قاتلین عثمان بھی داخل ہو گئے تھے دوسرا طبقہ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ اور ان کی تحریک انتقام قاتلین عثمان کی پرجوش حمایت کر رہا تھا اور ان دونوں فرقوں میں سبائی فتنہ گر نفوذ کر چکے تھے اور مختلف حیلوں اور مکر و فریب کے ذریعہ اختلاف کو جنگ و جدال میں تبدیل کرنے میں کوشاں تھے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اختلاف کی خلیج وسیع ہو کر قتال تک پہنچی اور اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے درمیان اجتماعی طور پر مقابلہ آرائی ہوئی کہ کشت وخون کا بازار گرم ہوا اور وہ دردناک واقعہ رونما ہوا جسے ہم جنگ جمل اور جنگ صفین کے نام سے جانتے ہیں ان دو جنگوں نے جو یقیناً دشمنان اسلام کی منظم سازشوں کا نتیجہ تھیں، مسلمانوں میں اختلاف و انتشار، منافرت اور عناد اور جاہلی تعصبات کے وہ سارے دروازے کھول دئے جن کو اسلام نے مقفل کر دیا تھا تھوڑی دیر کے لیے ایسا محسوس ہوا جیسے زخم خوردہ جاہلیت پھر زندہ ہو گئی ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے بھرپور انتقام لینے پر آمادہ ہے۔

ان ہی حالات میں وہ سیاسی فرقے وجود میں آئے جن کو روافض (غالی شیعہ) شیعہ اور خوارج کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے ب پھر یہی سیاسی فرقے بعد میں دینی اور مذہبی رخ اختیار کرتے گئے، یہاں تک کہ مذہبی فرقوں میں تبدیل ہو گئے ان کے عقائد و نظرات مسائل اور اطوار، قرآن و حدیث کی تشریح و تعبیر سب کچھ بہت حد تک عامتہ المسلمین کی پہنچ سے ہٹ گئی اور یہ فرقے اسلام اور جاہلیت کی درمیانی منزل بن گئے ہر ایک گروہ نے اپنے نظریات و معتقدات کی حمایت میں قرآن و حدیث کو استعمال کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا اپنے مسلک کو برحق اور اپنے پیشوا کو محمود اور دوسرے مسلک کو گمراہ اور دوسرے پیشوا کو مبغوض قرار دینا شروع کر دیا، اور اس طرح مذہبی افتراق اور گروہ بندی کا سلسلہ شروع ہو گیا قرآن کریم میں ظاہری ترمیم و تحریف کا کوئی پہلو نکالنا آسان نہ تھا اس لیے اس میں تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کا چور دروازہ کھول دیا گیا مگر حدیث قرآن کی طرح مدرون تھی اور نہ کسی ایک شخص کے لیے اس کا یاد رکھنا آسان تھا اس لیے اس میں یہ گنجائش پاکر جعلی روایت بیان کرنے اور حسب منشاء سے پھیلانے کا مذموم سلسلہ شروع کیا گیا، پھر اتنی تعداد میں حدیثیں گھڑی گئیں کہ اصل احادیث اس غبار موضوعات میں چھپ گئیں، پھر محدثین نے ان دجالوں کا تعاقب کیا اور ان کی لغویات کی نشان دہی کی۔

شان نبوت میں غلو

وضع حدیث کا ایک بڑا محرک نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے عقیدت و محبت میں افراط اور غلو تھا نبی اکرم ﷺ کی شخصیت نہ صرف اوصاف حمیدہ اور کمالات ممکنہ کی حامل ہے بلکہ خاتم المرسلین ہونے کی حیثیت سے دوسرے انبیاء پر آپ ﷺ کو ایک گونہ فضیلت بھی حاصل ہے اس بنا پر آپ کی ذات گرامی سے مسلمانوں کی والہانہ عقیدت اور محبت کا ہونا ایک فطری اور جذباتی امر ہے اور یہ ایمان بھی ہے ایک ایسا شخص جو پیروی رسول کا دعویٰ تو کرے مگر ٹوٹ کر آپ ﷺ کو نہ چاہے، اس کے دل میں نبی کی ذات پر قربان ہونے کا جذبہ نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، آپ نے فرمایا:

"لا یو من احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین"۔(65)

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ اس کے لیے محبوب نہ ہو جاؤں"۔

اس عقیدت اور محبت میں شدت کا ہونا بھی فطری امر ہے مگر ظاہر ہے کہ کہ عقیدت اور محبت غیر متوازن اور بے مہار ہو جاتی ہے جو علم و آگہی سے خالی ہو پھر وہ مبنی برحق بھی نہیں رہتی جب تک کہ شعور و دانش سے وابستہ نہ ہو محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ مقام نبوت، مزاج نبوت اور کار نبوت سے پوری آگہی ہو اور یہ کہ

نبی کریم ﷺ کا اصل مقام پہچانتے ہوئے آپ سے محبت وعقیدت رکھی جائے بعد کے ادوار میں کچھ مسلمانوں نے آپ ﷺ کے حق میں اس احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا اور غلو وافراط میں مبتلا ہو گئے جسے نبی اکرم ﷺ نے سختی سے منع فرمایا تھا۔

"لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ"۔(66)

"مجھے میرے مرتبہ سے نہ بڑھاؤ جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا تھا"۔

اس کے باوجود مسلمانوں کے بعض طبقوں نے نبی صلی اللہ علیہ سلم کے معاملہ میں اس تنبیہ کا لحاظ نہ رکھا، آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے مرتبہ سے بڑھایا، بلکہ بعض نے معاذ اللہ مقام الوہیت تک پہنچا دیا، اللہ نے جو قدر ومنزلت آپ ﷺ کو عطا کی تھی وہ گویا ناکافی سمجھ لی گئی اور لوگوں نے اپنی طرف سے غیر مشروع قسم کی چیزیں جوڑ دیں آپ ﷺ کے سلسلے میں عجیب وغریب اور محیر العقول قسم کے قصے بیان کیے گئے اس غیر تربیت یافتہ جذبہ عقیدت نے آپ ﷺ کو بشر ماننے سے انکار کیا اس غلو آمیز محبت نے آپ ﷺ کو نور مجسم قرار دیا، اور اسی جذبہ نیاز مندی نے آپ کو خدائی میں شریک بنا دیا کہنے والے نے یہاں تک کہ دیا:

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

اور اسی جذبہ ناتراشیدہ نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں موضوع احادیث کو سند قبول وجواز بخشا ولادت سے لے کر وفات تک آپ ﷺ کے متعلق ایسی بے سر پیر کی روایات گھڑی گئیں کہ ان کی مثال اہل ہنود ہی کے یہاں مل سکتی ہے شانِ محمدی میں حدیث وضع کرنے والے ایک کذاب سے جب پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے "من کذب علی متعمدا فلیتبو أ مقعدہ من النار" اور تم اس وعید کو جانتے ہوئے حدیث وضع کرتے ہو، تو اس نے جواب دیا کہ اس حدیث میں آپؐ کے خلاف حدیث گھڑنے کی ممانعت کی گئی ہے اور میں تو آپ ﷺ کی حمایت میں حدیث وضع کرتا ہوں(67)

اس جذبہ کے تحت جو حدیثیں وضع کی گئیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

"عام طور پر سیرت نگار حضرات بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے متعلق آپؐ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا "آپ پیدائش کے وقت گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، اور آپؐ کے ساتھ ایک نور نکلا جس نے مشرق ومغرب کو روشن کر دیا، میں نے اس نور کے ذریعہ شام کے محلات کو دیکھا یہاں تک کہ بصرہ میں اونٹوں کو سر اٹھائے ہوئے دیکھا"۔(68)

اسی طرح یہ روایت کہ،

"پیدائش رسول کے وقت ایوان کسریٰ کے چودہ کنگورے گر گئے، آتش فارس بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے بجھی نہ تھی، بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا ہے"۔(69)

نیز یہ روایت کہ،

"جس وقت کہ میں حاملہ ہوئی، اس وقت سے محمد ﷺ کی پیدائش کے وقت تک میں کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا نہ ہوئی جس میں عام طور پر عورتیں مبتلا ہوتی ہیں"۔(70)

اسی طرح یہ روایت کہ،

"مجھے بشارت دی گئی کہ خیر العالمین تمھارے پیٹ میں ہے پیدائش کے بعد اس کا نام محمد رکھنا اور یہ تعویذ اس کے لگا دنیا جب میں بیدار ہوئی تو سرہانے ایک سونے کا نوشتہ تھا جس میں لکھا تھا:**اعیذ بالواحد من شر کل حاسد ، وکل خلق رائد، من قائم وقاعد ، عن السبیل مائد، علی الفساد جاھد، من نافث ۔۔۔**"(71)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب یہ روایت بھی بے اصل ہے کہ

"جب میں دردزہ میں مبتلا ہوئی تو ستاروں کی طرف دیکھنے لگی، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لٹک رہے ہوں پھر مجھے یوں گا کہ وہ مجھ پر گر جائیں گے۔ جب (محمدؐ) کی ولادت ہوئی تو اس سے نور نکلا جس سے پورا گھر منور ہو گیا اور میں نور ہی نور دیکھنے لگی ہے"۔(72)

شفاء بنت عمر سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منسوب کی جاتی ہے کہ،

"جب انھوں نے محمد کو گود میں لیا تو ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں انھوں نے شام کے محلات دیکھے اور یہ ندا آئی کہ ہے شفا تمھارے اوپر اللہ نے رحم کیا"۔(73)

پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں، ان میں روایت و درایت کے لحاظ سے متعدد کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور انہی کمزوریوں کی بنا پر محدثین نے ان کو درخور اعتنا نہیں سمجھا مولانا محمد تقی امینی لکھتے ہیں،

"رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت کوئی صحابی موجود نہ تھا جس کی روایت قابل قبول ہو، ایسی حالت میں یہ روایتیں قومی شہرت کی بنا پر ہوں گی یا رسولؐ نے خود اس کی وضاحت فرمائی کہ اگر ان واقعات کی شہرت اسی طرح ہوتی جیسی ان روایتوں ظاہر ہوتی ہے تو بعد میں رسول اللہ ﷺ کو تبلیغ رسالت میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں وہ نہ آتیں اور ہر شخص ان واقعات کی شہرت کی بنا پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا اور اگر سول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس ان کی وضاحت فرمائی ہوتی تو اتنے اہم واقعات کا تذکرہ حدیث کے مستند ذخیروں میں ضرور ہوتا، یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ کی پیدائش کے وقت کے ان دلائل نبوت کو محدثین نظر انداز کر دیتے"۔(74)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کو تشریف لے گئے اور عرش معلیٰ پر پہنچے تو جوتے نکالنے کا ارادہ کیا، آواز آئی، اے محمدؐ، جوتے مت نکالو کیوں کہ عرش آپ کے جوتا پہن کر آنے سے شرف حاصل کرے گا اور فخر کرے گا۔(75)

ایک رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے سوئی گر گئی وہ اسے تلاش کرنے لگیں مگر نہ ملی تو نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے دانت کی چمک ظاہر ہوئی جس نے پورے کمرے کو روشن کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روشنی میں اپنی سوئی کو دیکھ لیا۔(76)

نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں موضوع روایات کی اشاعت کا مسلمانوں کے معاشرے پر بہت برا اثر پڑا اور ایک ایسا طبقہ وجود میں آگیا جو امت کو اوہام و خرافات کی کھائیوں میں پہنچانے لگا علامہ سیوطیؒ نے "تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص" میں ایک عبرتناک واقعہ لکھا ہے کہ،

ایک قصہ گو نے بغداد میں آیت ذیل کی تفسیر کی "عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں پہنچائے گا) نکتہ یہ پیدا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عرش پر متمکن ہوں گے جب یہ بات محمد بن جریر طبری کو علم ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوئے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے کے لیے گھر کے دروازے پر یہ عبارت لکھ دی "سبحان من لیس له انیس ولا له علی عرشه جلیس" پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی ہمدم نہیں اور عرش پر اس کا کوئی شریک مجلس نہیں اتنا لکھا تھا کہ بغداد کے عوام نے ان پر حملہ کر دیا، ان کے گھر پر پتھر برسانا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ان کا دروازہ ٹوٹ گیا اور لوگ ان پر چڑھ دوڑے۔(77)

فقہی اور مسلکی اختلاف

جھوٹی روایات کے گھڑنے اور رواج دینے میں ایک نئے محرک کا اضافہ اس وقت ہوا جب کہ قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط اور شرعی احکام و قوانین کی تخریج اور توضیح کی بنا پر فقہی مسلکوں کا وجود ہوا فقہائے کرام نے مصادر شریعت سے مسائل کا استنباط کرنے اور روز بروز پیش آنے والے معاملات میں قرآن و حدیث کی تعبیر تفسیر اور علت کی تعین کرنے میں مختلف اصول و ضوابط کو اپنایا، ایک ہی مسئلہ میں مختلف آئمہ کی مختلف آرا سامنے آئیں مسائل کی تخریج میں زاویہ نگاہ اور تعین علت وغیرہ کا اختلاف ہر امام کو الگ الگ مکاتب فکر کا بانی بناتا چلا گیا بعد میں یہ مکاتب فکر باہم ممیز نہیں ہوئے بلکہ حریف بن گئے صدر اسلام میں بلکہ دو صدیوں تک فقہ کی بنیاد پر کوئی مسلک وجود میں نہیں آیا، جس کسی کو کوئی فتویٰ لینا ہوا یا مسئلہ پوچھنا ہوا وہ اپنے قریب کے کسی بھی فقیہ سے دریافت کر سکتا تھا۔(78)

مثلاً ایک ہی وقت میں ابو حنیفہؒ، ابن عیینہؒ ابن ابی لیلیٰؒ، جعفر صادقؒ اور دیگر علماء مراجع کی حیثیت رکھتے تھے بعد میں ہر فقیہ کے نام پر الگ حلقہ قائم ہو گیا ہر استاذ کے تلامذہ اور متبعین اپنے مشرب سے وابستہ وابستہ رہ کر اس کی نمائندگی کرنے لگے اور اسی وابستگی کو شریعت محمدی سے قریب تر تصور کرنے لگے ان ائمہ نے مسائل کی تخریج میں کبھی موضوع احادیث سے استدلال نہیں کیا موضوع احادیث کو رواج دینا تو دور کی بات تھی بلکہ صحیح اور بعض حالات میں احادیث حسن کو انسانی اعمال وظائف میں قانون اور رواج میں جاری وساری کر کے زندہ رکھنے کی کامیاب کوشش کی مگر ان کے بہت سے متبعین ایسے بھی تھے، جن میں فکری بلندی، وسعت نظری اور وسیع المشربی پیدا نہ ہو سکی، ان میں دوسرے مسلک، ان کے حامیوں اور متبعین کے سلسلے میں رشک در قابت کا جذبہ پیدا ہوا ہر کوئی اپنے امام کو افضل اور اپنے مسلک کو برحق ثابت کرنے لگا اس جہالت نے بہت سی جہالتوں کا دروازہ کھولا، نوبت یہاں تک پہنچا کہ لوگوں نے اپنے امام اور مسلک کی حمایت میں حدیث وضع کرنی شروع کر

دی، یہ مذموم حرکت صرف اپنی حمایت تک محدود نہ رہی بلکہ دوسرے اماموں کی مذمت میں بھی حدیث وضع کی جانے لگی اس جذبہ کے تحت جو حدیثیں وضع کی گئیں ان کا نمونہ ملاحظہ ہو:

"مَن قرأ خلف الإمام فِلْءُ فيه نارًا"۔(79)

جو امام کے پیچھے قرارت کرے اس کا منہ آگ سے بھرا جائے گا۔

"من رفع يديه في الركوع فلا صلوة له"۔(80)

"جس نے رکوع میں ہاتھ اٹھایا اس کی نماز نہ ہوئی"۔

"يكون في امتى رجل يقال له ابو حنيفة هو سراج امتى"۔(81)

"میری امت میں ایک شخص ہو گا جسے ابو حنیفہ کہا جائے گا وہ میری امت کا چراغ ہو گا"۔

قاضی مجد الدین شیرازی کہتے ہیں:

"ما ورد في فضل ابى حنيفه والشافعى اوذمها لا يصح في هذا الباب شئ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الخصوص"۔(82)

"امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی فضیلت یا ان کی مذمت میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں اس باب میں بالخصوص کسی روایت کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح نہیں ہے"۔

بادشاہوں اور امیروں کی خوشنودی

وضع حدیث کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ لوگ اپنے ہی جیسے دوسرے انسان کی خوشنودی اور تقرب حاصل کرنے کے لیے، اس کی نظر میں سرخرو ہونے اور اس سے تھوڑی سی منفعت حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے وہ امراء اور سلاطین کے درباروں میں جاتے تھے اور ان کو خوش کرنے کے لیے جھوٹی روایات بیان کرتے تھے، مفاد پرستہ لالچی اور درباری لوگ ہمیشہ بادشاہوں کے تقرب کو سعادت سمجھتے تھے اور اس مقصد کے لئے اس حد تک ذلت پر اتر آئے کہ اپنے دین وایمان کا سودا کرنے سے نہیں چوکتے، علماء یہود اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے وہ چند سکوں کی خاطر اپنے علم اور دین داری کا غلط استعمال کرتے تھے اور خدا کی کتاب میں حقیر سی پونجی کے لیے تحریف وترمیم کر ڈالتے تھے، مسلمانوں کے اندر ایسا تو کوئی گروہ پیدا نہیں ہوا جو اس ذلیل منفعت کے لیے قرآن کریم میں تحریف وترمیم کرتا مگر ایسے لوگ ضرور پیدا ہو گئے جو اس مقصد کے لیے حدیث وضع کرتے تھے اور امرا سے نذرانہ کذب کے امیدوار رہتے تھے یہ امراء بھی تو ایسے لوگوں کی تنبیہ کرتے اور کبھی مجرمانہ خاموشی سے کام لیتے تھے۔

ایک مرتبہ غیاث بن ابراہیم ان چند مجرموں میں سے ایک تھا جو یہ گھناونا کا پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے ایک مرتبہ غیاث عباسی خلیفہ مہدی کے دربار میں حاضر ہوا، اس وقت مہدی کبوتر سے کھیل کر رہا تھا اس نے خلیفہ سے کہا اے امیر المومنین نبی صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:

"لا سبق الا فى نصل اوخف او حافرا و جناح"۔(83)

مسابقت صرف نیزہ بازی میں یا اونٹ میں یا گھوڑے میں یا پرندہ میں ہے۔

حدیث میں جناح کا تذکرہ نہیں ہے مگر چونکہ مہدی کبوتر کھیل کر رہا تھا اس لیے غیاث نے جناح کا اضافہ کر دیا یہ سن کر مہدی نے اسے انعام دینے کا حکم دیا، جب وہ انعام لے کر رخصت ہو گیا تو مہدی نے کہا کہ اس نے اللہ کے رسولؐ پر جھوٹ باندھا پھر اس نے کبوتر کو ذبح کرا دیا کہ اسی کی وجہ سے اس نے حدیث وضع کی تھی۔(84)

احمد بن یعقوب عبد الملک کے پاس کھانے کے موقع پر حاضر تھا، جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو خربوزہ لایا گیا، اس پر احمد نے کہا اے امیر المومنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"البطيخ قبل الطعام يغسل البطن غسلاً، ويذهب بالداء أصلاً"۔

کھانے سے پہلے خربوزہ کھانا پیٹ کو صاف کر دیتا ہے اور بیماری کو بالکل ختم کر دیتا ہے۔

اس پر عبد الملک نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا ہے۔(85)

اسی طرح ایک اور کذاب مقاتل بن سلیمان بلخی تھا اس نے مہدی سے آکر کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کے لیے حضرت عباس اور ان کی اولاد کے سلسلے میں حدیث وضع کروں مہدی نے کہا اس کی ضرورت نہیں ہے درباری روایات کا ایک نمونہ یہ ہے۔

بعض لوگوں نے تو حدیث وضع کر کے پیٹ پالنے کو اپنا پیشہ ہی بنالیا تھا وہ صرف امراء اور سلاطین ہی کے لیے حدیث وضع نہیں کرتے تھے بلکہ کوئی بھی ان کو کچھ پیسہ دیا تو وہ حدیث وضع کر دیتے تھے۔

ایک بے بنیاد الزام

امراء اور ملوک کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے حدیث وضع کرنے کی جسارت کرنے والے بلاشبہ بہترین لوگ تھے اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں مجرم تھے مگر یہ ہم کسی صحابی سے متصور نہیں تاہم شیعہ حضرات نے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ بعض صحابہ کرام پر وضع حدیث کا الزام لگایا ہے امیر معاویہ اور ان کے اصحاب سے بغض وعناد کے اندھے جوش میں ایک طرف تو انھوں نے سب وشتم کا سلسلہ شروع کیا اور دوسری طرف ان سے سے تعلق رکھنے والے اصحاب کی سیرت و کردار امانت اور دیانت کو مشکوک ومشتبہ قرار دینے کی جدوجہد کی اور یہی کوشش علم وتحقیق کے نام پر وسیع پیمانے پر مستشرقین نے کی تاکہ سلسلہ حدیث کو مشتبہ کر کے اسلامی شریعت کو بے اعتبار اور اسلامی تعلیمات کو بے بنیاد ثابت کیا جاسکے۔ چنانچہ ایچ ایم، بالیوزی نے حضرت ابوہریرہ اور مغیرہ بن شعبہ پر الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے:

> "معاویہ نہ نے اپنے کچھ منہ چڑھے لوگوں کو رشوتیں دیں جو سول کریم ﷺ کے اصحاب تھے اور ان کو معاویہ نے کفریہ جعل سازی میں لگایا ان قابل نفرت لوگوں میں ابوہریرہ اور مغیرہ ابن شعبہ کا نمایاں ہیں ان لوگوں نے معاویہ کی رہنمائی میں عقائد و اعمال متن حدیث اور بنیادی اصول میں بدعنوانی کا دروازہ کھولا، مجموعی حیثیت سے ان کی دروغ گوئی کی نشاندہی کی جاسکتی ہے بد قسمتی سے انھیں راویوں کی اچھی خاصی تعداد مل گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جعلی احادیث بازار میں بھر گئیں"۔(86)

ترغیب وترہیب

وضع حدیث کا ایک عمومی محرک ترغیب وترہیب رہا ہے اچھی نیکیوں پر رغبت دلانے اور گناہ کے کاموں سے باز رکھنے اور اچھے اعمال کی فضیلت اور برے اعمال کی قباحت بیان کرنے کے لیے بھی حدیث وضع کی جاتی رہی ہے دوسروں کی اصلاح کرنا اور نیکیوں کو رواج دینا یقیناً امور دین میں سے ہے اور قابل تعریف ہے، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب وہ کوئی برا کام ہوتے دیکھے تو اسے روکنے کی کوشش کرے اور میں شخص کے اندر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ نہ ہو وہ سچا مسلمان نہیں ہو سکتا بہت سے سادہ لوح دین داروں نے جب یہ دیکھا کہ بہت سی ایسی چیزیں رائج ہو چکی ہیں جو دین کے منافی ہیں اور بہت سے دینی اعمال ایسے ہیں جن کو لوگ چھوڑتے جارہے ہیں تو انھوں نے ان اعمال کی فضیلت بڑھانے کے لیے حدیث وضع کرنی شروع کر دیں تاکہ لوگ ان کی طرف راغب ہوں، اس طرح دین کی اشاعت کے لیے نیک نیتی کے ساتھ خود دین کو نقصان پہنچایا گیا اور یہ سادہ لوح یہ سمجھے کہ وہ اچھا کام انجام دے رہے ہیں۔

> "اس جذبہ کے ساتھ حدیث و منع کرنے والوں میں غلام خلیل مشہور تھا یہ عابد وزاہد متقی اور گوشہ نشین سمجھا جاتا تھا اپنی ظاہری شکل وصورت اور دین داری کی وجہ سے عوام میں اس قدر مقبول تھا کہ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے غم میں اہل عراق نے بازار بند کر دیے اس شخص نے اوراد و وظائف کے فضائل میں بہت سی روایات وضع کیں جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ احادیث جو آپ بیان کرتے ہیں کیا "رقائق" سے متعلق ہیں تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اس لیے وقت کیا ہے تاکہ لوگوں کے دل رقیق (نرم) ہو سکیں ہے"۔(87)

واعظین اور قصہ گو حضرات نے اس قسم کی جعلی روایات کی اشاعت میں بڑا حصہ لیا، واعظین اور قصہ گو حضرات نبی ﷺ کی طرف منسوب کر کے موضوع احادیث اس لیے بیان کرتے تھے کہ وہ لوگوں کی توجہ اور دلچسپیاں اپنی طرف موڑ سکیں اور ان ک و اپنے دام فریب میں الجھائے رکھیں، چونکہ وہ وعظ اور قصہ گوئی کی مجالس عوام کے لیے پر کشش ہوتی ہیں اس لیے یہ حضرات اس نفسیاتی کمزوری کا استعمال موضوع احادیث کی ترویج واشاعت کے لیے کرتے تھے اور مجلس کو گرمانے کے لیے ایک سے ایک نکتے بیان کرتے تھے امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین کے ساتھ ایسے ہی واعظ کا ایک عبرتناک واقعہ پیش آیا یہ دونوں بزرگ محدثین ایک مرتبہ مسجد رصافہ میں نماز ادا کرنے گئے تو دیکھا کہ ایک واعظ کھڑا ہوا اس طرح حدیث بیان کرنے لگا:

> **"حدثنا احمد بن حنبل ویحیی بن معین قال حدثنا عبد الرزاق عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال لا إله إلا الله خلق الله من كل كلمة طيراً، منقاره من ذهب وريشه من مرجان"۔(88)**

"مجھ سے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایت کی اور کہا ہم سے عبد الرزاق نے قتادہ سے انس بن مالک کے واسطہ سے بیان یا کہ نبی صلی اللہ علہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ اس کے ہر کلمہ سے ایک چڑیا پیدا کرے گا جس کی چونچ سونے کی اور بال و پر مرجان کے ہوں گے"۔

اور اس طرح اس واعظ نے بیس اوراق بیان کر دیے نوبت یہ تھی کہ احمد بن حنبل یحیی بن معین کو اور وہ احمد بن حنبل کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

شہرت اور مقبولیت

شہرت و مقبولیت اور نام و نمود کا حصول بھی وضع حدیث کا ایک بڑا سبب تھا یہ واقعہ ہے کہ ایک زمانہ میں محدث کی بڑی شان ہوا کرتی تھی اور حدیث کی روایت کرنا بڑی عزت اور تکریم کا کام سمجھا جاتا تھا، راویوں کی جو قدر اور عزت افزائی ہوتی تھی وہ دوسروں کو ہر گز نصیب نہ تھی، اور ایسے حضرات تو مرجع خلائق تھے جن کے تعلق یہ مشہور ہوتا کہ ان کی سند عالی ہے چنانچہ ایسے محدثین کے پاس طالبین حدیث کا ازدحام ہوتا اور شائقین دور دراز کے علاقوں سے لمبا لمبا راستہ طے کر کے ان کے پاس حاضر ہوتے اور حدیث کا درس لیتے، اس معاملہ میں ان کو جتنی مصیبت اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا وہ سب گوارا کرتے ان محدثین کی عزت اور فضیلت صرف ان کے شاگردوں تک محدود نہ ہوتی بلکہ عوام و خواص، امیر و غریب، عالم و جاہل سب ان کا یکساں احترام کرتے، ظاہر ہے کہ اس میں جو کشش ہے وہ دوسری کسی چیز میں نہیں ہو سکتی، اس لیے بہت سے وہ لوگ جو سستی شہرت کے خواہاں ہوتے اور نام و نمود کی لالچ ان کو بے چین رکھتی وہ حدیث کی روایت کرنے لگتے اور جھوٹی روایت ثقہ راویوں کی سند میں ملا کر بیان کرتے تا کہ وہ سچے محدثین کرام کی طرح عوامی مرجعیت کا حق دار سمجھے جائیں۔

ایک بظاہر دین دار بزرگ نے اپنی شہرت کا یہ نسخہ آزمایا تھا اور اس طرح کی چودہ موضوع روایات کے ذریعہ اپنی دوکان شہرت جار کھی تھی کچھ دنوں کے بعد انھوں نے ایک اور حدیث وضع کر لی اور اب ان کا سرمایہ پندرہ روایات پر مشتمل تھا کسی نے اس سے دریافت کیا کہ جناب کو گھر بیٹھے یہ روایت کہاں سے ہاتھ آگئی تو مچل کر فرمانے لگے:

"یہ تو رزق خداوندی ہے"۔(89)

واعظین اور قصہ گو حضرات کو بھی زیادہ تر نام و نمود ہی کا جذبہ حدیث وضع کرنے پر مجبور کرتا تھا ظاہر ہے کہ جس علم کی اتنی فضیلت ہو اور اس کے حاملین کی اس قدر عزت افزائی ہو تو سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے اہل ہوس کو اس سے زیادہ آسان اور کونسا راستہ دکھائی دے گا کہ وہ محدث نہ سہی تو محدث کی ہئیت ہی اختیار کر لیں۔

عجوبہ پسندی

بعد میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جن کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر کے عجیب و غریب قسم کے واقعات اور حکایات بیان کرنے میں لطف آتا تھا، وہ انتہائی قسم کی چونکا دینے والی حدیثیں وضع کرتے تھے اور حدیث بنا کر لوگوں کو سناتے تھے اس سے اس کا مقصد لوگوں کو حیرت و استعجاب میں ڈالنا محفل کو گرم کرنا، لوگوں میں سنسنی پیدا کرنا اور ان کی نظروں میں بچ جانا تھا جس طرح ہمارے زمانے میں بعض لوگ محیر العقول واقعات، پریوں کے قصے، عجیب و غریب لطیفے، ناقابل یقین واقعات بیان کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈالا کرتے ہیں اسی طرح پچھلے زمانے میں بھی یہ حرکت ہوتی تھی اور بہت سے حدیث کے نام پر سب کچھ کرتے تھے، بلکہ آج بھی کرتے ہیں ایسے غرائب کو حدیث بنا کر پیش کرنے میں نفسیات کام کرتی ہے کہ لوگ اسے زیادہ دلچسپی سے سنیں گے، دینی وابستگی اور والہانہ شوق کا مظاہرہ کریں گے اور راوی کی حیثیت کہ باز اور بھانڈ کی نہیں محترم محدث کی ہو گی اس قسم کے واضعین میں ابو علی موسی ابن رضا، عباس بن ولید علی بن علی، اور قاسم بن بہرام بہت مشہور ہوئے۔

جب بھی کسی شخص کے سامنے کسی ایسی حدیث کے موضوع ہونے کی تحقیق سامنے آتی ہے جو کثرت سے سنی سنائی جاتی ہے، تو فطری طور پر اس کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے تو پھر اس کو گھڑنے والا کون ہے؟ اور وہ کون سے اسباب و اغراض ہیں جن کی وجہ سے حضور ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کی گئی ہے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی، حالانکہ یہ اکبر الکبائر ہے اس سوال کے جواب کے طور پر محدثین اور محققین نے ایسے بہت سارے عوامل اور اسباب ذکر کیے ہیں جن کی وجہ سے بعض لوگوں نے احادیث گھڑی ہیں ان میں سے چند اسباب ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

1. بعض اوقات کچھ لوگ یا کوئی فرقہ اپنے نظریات اور باطل عقائد کی ترویج واشاعت کے لیے احادیث گھڑ لیتے تھے جو کہ ان کے نظریات کے لیے دلائل کا کام دیتے تھے، تاکہ اپنے باطل عقائد کو حدیث رسول ﷺ کا سہارا دے کر لوگوں کو ان پر آمادہ کیا جائے جیسے فرقہ مرجہ، فرقہ سالمیہ اور دیگر اہل بدع۔(90)
2. کچھ لوگ بادشاہوں اور سلاطین کا تقرب حاصل کرنے کے لیے یا ان سے وابستہ کسی دنیوی غرض کے حصول کے لیے ان کے حالات کے موافق حدیث گھڑ لیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر لیتے تھے، تاکہ ان کو خوش کر کے ان سے وابستہ اپنی دنیوی اغراض پوری کر سکیں۔
3. چند فرقے ایسے تھے، جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب اور فضائل کی احادیث گھڑ لیتے تھے جیسا کہ روافض، جب کہ اس کے برعکس خوارج، بعض صحابہ کی شان پر تنقید کرنے والی احادیث گھڑ کر ان کو حضور ﷺ عوام کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔
4. کچھ ایسے واعظین یا قصہ گو حضرات تھے جو اپنے وعظ میں انفرادیت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ایسی انوکھی احادیث بنا لیتے تھے جو عجیب و غریب مضامین پر مشتمل ہوتیں، جس سے مقصود لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور اپنے علمی تفوق کا اظہار کرنا ہوتا تھا، کہ لوگوں کو ایسی نئی احادیث سنائیں جو انہوں نے نہ سنی ہوتی، حالانکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"سيكون في آخر أمتي أناس يحدثونكم بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم ۔(91)

"عنقریب میری امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی احادیث سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمھارے آباء واجداد نے، پس ایسے لوگوں سے بچو"۔

5. کچھ ایسے کم علم یا بے علم لوگ تھے، جو بزعم خود لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے اور معاصی و نافرمانی سے بچانے کے لیے زہد و ترک دنیا اور ترغیب و ترہیب جیسے مضامین پر مشتمل احادیث گھر لیتے تھے یہ لوگ اپنے اس فعل پر یہ دلیل پیش کرتے کہ حدیث میں "**كذب على النبي ﷺ**" کی ممانعت ہے جب کہ ہمارا یہ فعل تو "**كذب للنبي ﷺ**" ہے یعنی ہم تو حضور ﷺ کے خلاف جھوٹ نہیں بول رہے، بلکہ ہمارا یہ فعل تو حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کی نصرت اور لوگوں کو اس کی طرف مائل کرنے کے لیے ہے اس وجہ سے یہ لوگ حدیث گھڑ لیا کرتے اور اس کو کوئی گناہ نہ سمجھتے چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ علامہ عبد الحیؒ لکھنوی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ابو عصمہ نوح بن ابی مریم المروزی سے پوچھا گیا کہ آپ نے عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے قرآن کریم کی ہر ہر سورت کے جو فضائل نقل کیے ہیں یہ روایات آپ نے کہاں سے لی ہیں؟ حالانکہ حضرت عکرمہ کے دیگر تلامذہ میں سے کسی نے بھی ان میں سے کوئی روایت نقل نہیں کی تو انہوں نے جواب دیا کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ لوگ قرآن کریم کی طرف سے بے توجہی اختیار کر رہے ہیں اور قرآن کریم کی بجائے امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں مشغول ہو رہے ہیں تو میں نے ثواب کی نیت سے سورتوں کے فضائل والی احادیث گھڑ لیں" تاکہ قرآن کریم کی طرف لوگوں کا رجوع زیادہ ہو"۔(92)

ان حضرات کی نیت اگرچہ درست تھی، لیکن طریقہ بلاشبہ غلط اور ناجائز تھا، کیونکہ کسی بھی نیت سے حدیث گھڑنا قطعاً ناجائز ہے اور "**فليتبوأ مقعده من النار**" کی وعید کا مصداق ہے۔

ان تمام اسباب کے باوجود چونکہ دین اسلام نے قیامت تک باقی رہنا ہے، اس لیے اللہ تعالی نے دین متین کو اپنی صحیح اور اصلی شکل میں محفوظ رکھنے اور اس کو خلط ملط ہونے سے بچانے کے لیے فن جرح وتعدیل کے ماہرین کی شکل میں ایسی عظیم المرتبت شخصیات پیدا کیں، جنہوں نے فن جرح وتعدیل کے میزان اور کسوٹی پر ہر ہر حدیث کو پرکھ کر ذخیرہ احادیث میں سے ایسی تمام روایات کو علیحدہ کر کے رکھ دیا اور آپ ﷺ کے مبارک کلام کو ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ کر دیا۔

حوالہ جات

1. رحمانی، محمد اکرم، حدیث موضوع اور اسکے مراجع، کراچی: دار الإشاعت، س ن، ص:۵
2. السیوطی، جلال الدین، الدر المنثور في التفسیر بالمأثور، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ، ج:۱، ص:۳۲۳
3. محمد بن عبد العزیز، فتاویٰ اسلامیہ، ریاض: دار الوطن، ۲۰۲۴ء، ج:۴، ص:۱۲۵

4. تھانوی، مولانا ظفر احمد، اصعاد المنن في إرشاد السنن، کراچی: ادارہ تالیفات اسلامیہ، س ن، ص:۹۴
5. رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، آسان اصول حدیث، دہلی: زمزم پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص:۵۶
6. ایضاً،
7. ابن قیم جوزی، محمد بن ابی بکر، المنار المنیف في الصحیح والضعیف، حلب: المکتب الإسلامي، ۱۴۲۸ھ، ص:۴۴
8. ابن قیم جوزی، محمد بن ابی بکر، المنار المنیف في الصحیح والضعیف، حلب: المکتب الإسلامي، ۱۴۲۸ھ، ص:۴۳
9. سیوطی، علامہ جلال الدین، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۳۷ھ، ص:۳۲۷
10. مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: ترجمان القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۹۷ء، ص:۳۴۳
11. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایۃ في علم الروایۃ، مدینہ منورہ: المکتبۃ العلمیّۃ، ۱۴۲۲ھ، ص:۱۷۸
12. الحنبلی، ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر، المنار المنیف في الصحیح والضعیف، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۰ھ، ص:۴۴
13. سباعی، ڈاکٹر مصطفیٰ، السنۃ ومکانتھا في التشریع الإسلامي، بیروت: المکتب الإسلامي، ۱۴۰۱ھ، ص:۱۱۵
14. عسقلانی، امام ابن حجر، لسان المیزان، بیروت: مؤسسۃ الأعلمي للمطبوعات، ۱۴۱۰ھ، ج:۱، ص:۱۵۲
15. سیوطی، امام جلال الدین، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۳۷ھ، ج:۱، ص:۲۷۵
16. سیوطی، امام جلال الدین، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۳۷ھ، ج:۱، ص:۲۷۵
17. الحنبلی، ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر، المنار المنیف في الصحیح والضعیف، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۰ھ، ص:۴۵
18. محمد ضیاء الرحمن الاعظمی، دراسات في الجرح والتعدیل، ریاض: مکتبۃ الرشد، ۱۹۹۵ء، ص:۹۵
19. ملا علی قاری، الأسرار المرفوعۃ في الأخبار الموضوعۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن، ص:۱۴
20. المقدسی، محمد بن طاہر، تذکرۃ الموضوعات، بیروت: دار المعرفۃ، ۱۴۰۶ھ، ص:۲۸
21. سباعی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ، السنۃ ومکانتھا في التشریع الإسلامي، بیروت: المکتب الإسلامي، ۱۴۰۱ھ، ص:۱۰۰
22. ایضاً
23. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایۃ في علم الروایۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۰ھ، ص:۱۵۸
24. سباعی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ، السنۃ ومکانتھا في التشریع الإسلامي، بیروت: المکتب الإسلامي، ۱۴۰۱ھ، ص:۱۵۸
25. سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، اللآلئ المصنوعۃ في الأحادیث الموضوعۃ، بیروت: دار المعرفۃ، س ن، ج:۱، ص:۱۰۰
26. سیوطی، جلال الدین، اللآلئ المصنوعۃ في الأحادیث الموضوعۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ، ج:۱، ص:۱۶۶
27. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایۃ في علم الروایۃ، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۱ھ، ص:۱۹۰
28. عسقلانی، امام ابن حجر، نزھۃ النظر في توضیح نخبۃ الفکر، کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن، ج:۱، ص:۱۰
29. سباعی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ، السنۃ ومکانتھا في التشریع الإسلامي، بیروت: دار الوراق، س ن، ص:۱۶۲
30. السید معظم حسین، مقدمۃ کتاب معرفۃ علوم الحدیث، حیدر آباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ۱۳۹۷ھ، ص:۶
31. صبحی الصالح، علوم الحدیث ومصطلحہ، بیروت: دار العلم للملایین، س ن، ص:۲۹۸
32. القرآن الکریم، الحجرات، ۴۹:۶
33. الموصلی، ابن خمیس، أصول الحدیث، دمشق: دار الفکر، س ن، ص:۳۷
34. ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب في معرفۃ الأصحاب، بیروت: دار الجیل، ۱۴۰۶ھ، ج:۲، ص:۴۶۶
35. القرآن الکریم، النور، ۲۴:۱۶
36. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، بیروت: دار إحیاء السنۃ النبویۃ، س ن، ج:۱، ص:۲۷۱
37. صبحی الصالح، علوم الحدیث ومصطلحہ، بیروت: دار العلم للملایین، س ن، ص:۲۸۴
38. سخاوی، حافظ شمس الدین، المقاصد الحسنۃ في بیان کثیر من الأحادیث المشتھرۃ علی الألسنۃ، بیروت: دار الکتاب العربي، ۱۴۴۱ھ، ص:۱۰۸
39. ملا علی قاری، الأسرار المرفوعۃ في الأخبار الموضوعۃ، بیروت: المکتب الإسلامي، ۱۴۰۴ھ، ص:۱۱۴

40. ایضاً
41. ایضاً
42. عجلونی، امام اسماعیل، کشف الخفاء ومزیل الإلباس، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ۱۴۰۰ھ، ج:۲، ص:۳۳۹
43. حافظ شمس الدین سخاوی، المقاصد الحسنة، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۰ھ، ص:۱۶
44. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ریاض: دار السلام، س ن، ح:۱۰۶
45. الجورقانی، حسین بن عبد اللہ، الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاهیر، بنارس: إدارة البحوث الإسلامیة، ۱۴۲۴ھ، ج:۲، ص:۲۰۷
46. الحنبلی، محمد بن ابو بکر، المنار المنیف في الصحیح والضعیف، بیروت: دار الکتب العلمیة، س ن، ص:۶۰
47. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ریاض: دار السلام، س ن، ح:۱۰۶
48. سیوطی، جلال الدین، تحذیر الخواص من أکاذیب القصاص، بیروت: المکتب الإسلامي، ۱۴۰۴ھ، ص:۷۰
49. حافظ شمس الدین سخاوی، المقاصد الحسنة، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۴ھ، ص:۱۸
50. مسلم بن الحجاج، مقدمہ صحیح مسلم، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، س ن، ج:۱، ص:۲۳
51. قشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، مقدمہ، باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع، بیروت: دار المعرفة، س ن، ج:۱، ص:۳۳
52. ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، الموضوعات، مدینہ منورہ: المکتبة السلفیة، س ن، ص:۳۴
53. ایضاً
54. ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، الموضوعات، مدینہ منورہ: المکتبة السلفیة، س ن، ص:۳۱
55. محمد بن حبان، کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، حلب: دار الوعي، س ن، ج:۱، ص:۳۶۹
56. الجوزقانی، حسین ابراہیم، الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاهیر، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۴ھ، ج:۱، ص:۱۹۰
57. القاسمی، جمال الدین، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۴ھ، ص:۱۵۲،
58. ایضاً
59. ملا علی قاری، الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، بیروت: دار الکتب العلمیة، س ن، ص:۹
60. حافظ شمس الدین ذہبی، میزان الاعتدال في نقد الرجال، بیروت: دار المعرفة، ۱۴۰۴ھ، ج:۱، ص:۴۳۵
61. ایضاً
62. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوي، بیروت: دار الکتب العلمیة، س ن، ج:۱، ص:۲۸۴
63. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایة في علم الروایة، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۳۹۹ھ، ص:۱۵۵
64. سباعی، ڈاکٹر مصطفٰی، السنة ومکانتها في التشریع الإسلامي، بیروت: المکتب الإسلامي، س ن، ص:۱۰۹
65. قشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب محبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أکثر من الاهل والولد والوالد والناس اجمعین وإطلاق عدم الإیمان علی من لم یحبہ هذه المحبة، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، س ن، ح:۱۶۹
66. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب: واذکر في الکتاب مریم إذ انتبذت من أهلها، دمشق: دار ابن کثیر، س ن، ح:۳۴۴۵
67. ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمن، علوم الحدیث (مقدمة ابن الصلاح)، دمشق: دار الفکر، ۱۴۰۶ھ، ص:۲۱۵
68. القاضي عیاض بن موسی، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، بیروت: دار الکتاب العربي، ۱۳۹۹ھ، ج:۱، ص:۲۴۱
69. ایضاً
70. ابن عساکر، علی بن حسن، السیرة النبویة من تاریخ مدینة دمشق، بیروت: دار الفکر، س ن، باب ذکر مولد النبی ﷺ، ص:۵۶
71. اصفهانی، احمد بن عبد اللہ، دلائل النبوة، بیروت: دار النفائس، ۲۰۱۸ء، ج:۱، ص:۴۰
72. ایضاً
73. ایضاً
74. محمد تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار، دہلی: ندوة المصنفین، ۱۹۸۰ء، ص:۲۰۸

75. اللکنوی، محمد عبد الحیئ، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۶ھ، ص:۲۶۷

76. ایضاً

77. ملا علی قاری، الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۴ھ، ص:۱۴

78. شاہ ولی اللہ، دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن، ص:۶۹

79. المقدسی، محمد بن طاہر، تذکرۃ الموضوعات، قاہرہ: إدارۃ الطباعۃ المنیریۃ، س ن، ص:۶۶

80. سیوطی، جلال الدین، اللآلئ المصنوعة في الأحادیث الموضوعة، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۰ھ، ج:۲، ص:۱۱

81. ایضاً

82. السباعي، مصطفی، السنة ومکانتها في التشریع الإسلامي، بیروت: دار الوراق، س ن، ص:۸۸

83. العلوی، وجیہ الدین، الأسئلة والأجوبة، حیدر آباد: مطبع دائرۃ المعارف، س ن، ص:۱۵

84. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۳ھ، ج:۱، ص:۲۸۶

85. ذہبی، امام شمس الدین، میزان الاعتدال في نقد الرجال، بیروت: دار المعرفة، ۱۴۰۰ھ، ج:۱، ص:۷۸

86. ایچ، ایم، بالیوزی، محمد اور اسلام، لندن: جارج ایلن اینڈ انون، س ن، ص:۹۲

87. الہندی، محمد طاہر بن علی، تذکرۃ الموضوعات، بیروت: دار الکتب العلمیة، س ن، ص:۲۳۷

88. الجزری، ابن الاثیر، النهایة في غریب الحدیث والأثر، بیروت: المکتبة العلمیة، ۱۳۸۹ھ، ص:۱۳۹

89. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، ریاض: مکتبة المعارف، س ن، ص:۲۱۴

90. اللکنوی، عبد الحئ، الرفع والتکمیل في الجرح والتعدیل، حلب: مکتب المطبوعات الإسلامیة، ۱۴۰۵ھ، ج:۵، ص:۱۱

91. قشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، مُقَدِّمَةُ الكِتَابِ لِلإِمَامِ مُسلِمٍ رَحِمَهُ اللهُ، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، س ن، ح:۶

92. عبد الحیی لکھنوی، الرفع والتکمیل في الجرح والتعدیل، حلب: مکتب المطبوعات الإسلامیة، ۱۴۰۷ھ، ج:۵، ص:۱۱

References in Roman

1. *Rehmani, Muhammad Akram, *Hadith Mawdu aur uske Maraj", Karachi: Dar al-Isha'at, s.n., p. 5.*
2. *Al-Suyuti, Jalal al-Din, Al-Durr al-Manthur fi al-Tafsir bi al-Ma'thur, Beirut: Dar al-Fikr, 1414 AH, vol. 1, p. 323.*
3. *Muhammad bin Abdul Aziz, Fatawa Islamiyyah, Riyadh: Dar al-Watan, 2024 CE, vol. 4, p. 125.*
4. *Thanawi, Maulana Zafar Ahmad, Is'ad al-Minan fi Irshad al-Sunan, Karachi: Idara Talifat-e-Islamiyyah, s.n., p. 94.*
5. *Rehmani, Maulana Khalid Saifullah, Asan Usul-e-Hadith, Delhi: Zamzam Publishers, 2014 CE, p. 56.*
6. *Aydan.*
7. *Ibn Qayyim Jawzi, Muhammad bin Abi Bakr, Al-Manar al-Munif fi al-Sahih wa al-Da'if, Aleppo: Al-Maktab al-Islami, 1428 AH, p. 44.*

8. *Ibn Qayyim Jawzi, Muhammad bin Abi Bakr, Al-Manar al-Munif fi al-Sahih wa al-Da'if, Aleppo: Al-Maktab al-Islami, 1428 AH, p. 43.*
9. *Suyuti, Allama Jalal al-Din, Tadrib al-Rawi fi Sharh Taqrib al-Nawawi, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1437 AH, p. 327.*
10. *Maududi, Syed Abul A'la, Tafhim al-Quran, Lahore: Tarjuman al-Quran Publications, 1997 CE, p. 343.*
11. *Khatib Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Medina: Al-Maktabah al-Ilmiyyah, 1422 AH, p. 178.*
12. *Al-Hanbali, Abu Abdullah Muhammad bin Abu Bakr, Al-Manar al-Munif fi al-Sahih wa al-Da'if, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1400 AH, p. 44.*
13. *Sibai, Dr. Mustafa, Al-Sunnah wa Makanatuha fi al-Tashri' al-Islami, Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1401 AH, p. 115.*
14. *Asqalani, Imam Ibn Hajar, Lisan al-Mizan, Beirut: Mu'assasah al-A'lami lil-Matbu'at, 1410 AH, vol. 1, p. 152.*
15. *Suyuti, Imam Jalal al-Din, Tadrib al-Rawi fi Sharh Taqrib al-Nawawi, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1437 AH, vol. 1, p. 275.*
16. *Suyuti, Imam Jalal al-Din, Tadrib al-Rawi fi Sharh Taqrib al-Nawawi, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1437 AH, vol. 1, p. 275.*
17. *Al-Hanbali, Abu Abdullah Muhammad bin Abu Bakr, Al-Manar al-Munif fi al-Sahih wa al-Da'if, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1400 AH, p. 45.*
18. *Muhammad Ziya al-Rahman al-Azami, Dirasat fi al-Jarh wa al-Ta'dil, Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1995 CE, p. 95.*
19. *Mulla Ali Qari, Al-Asrar al-Marfu'ah fi al-Akhbar al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, s.n., p. 14.*
20. *Maqdisi, Muhammad bin Tahir, Tazkirat al-Mawdu'at, Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1406 AH, p. 28.*
21. *Sibai, Dr. Muhammad Mustafa, Al-Sunnah wa Makanatuha fi al-Tashri' al-Islami, Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1401 AH, p. 100.*
22. *Aydan.*
23. *Khatib Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1400 AH, p. 158.*
24. *Sibai, Dr. Muhammad Mustafa, Al-Sunnah wa Makanatuha fi al-Tashri' al-Islami, Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1401 AH, p. 158.*

25. *Suyuti, Abd al-Rahman bin Abi Bakr, Al-La'ali al-Masnu'ah fi al-Ahadith al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Ma'rifah, s.n., vol. 1, p. 100.*

26. *Suyuti, Jalal al-Din, Al-La'ali al-Masnu'ah fi al-Ahadith al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1415 AH, vol. 1, p. 166.*

27. *Khatib Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Beirut: Dar al-Fikr, 1411 AH, p. 190.*

28. *Asqalani, Imam Ibn Hajar, Nuzhat al-Nazar fi Tawdih Nukhbat al-Fikr, Karachi: Qadimi Kutub Khana, s.n., vol. 1, p. 10.*

29. *Sibai, Dr. Muhammad Mustafa, Al-Sunnah wa Makanatuha fi al-Tashri' al-Islami, Beirut: Dar al-Waraq, s.n., p. 162.*

30. *Al-Sayyid Mu'azzam Husayn, Muqaddimah Kitab Ma'rifat Ulum al-Hadith, Hyderabad: Dairat al-Ma'arif al-Uthmaniyyah, 1397 AH, p. 6.*

31. *Subhi al-Salih, Ulum al-Hadith wa Mustalahuhu, Beirut: Dar al-Ilm lil-Malayin, s.n., p. 298.*

32. *Al-Quran al-Karim, Al-Hujurat, 49:6.*

33. *Al-Mawsili, Ibn Khamis, Usul al-Hadith, Damascus: Dar al-Fikr, s.n., p. 73.*

34. *Ibn Abd al-Barr, Yusuf bin Abdullah, Al-Isti'ab fi Ma'rifat al-Ashab, Beirut: Dar al-Jil, 1406 AH, vol. 2, p. 466.*

35. *Al-Quran al-Karim, Al-Nur, 24:16.*

36. *Al-Suyuti, Abd al-Rahman bin Abi Bakr, Tadrib al-Rawi fi Sharh Taqrib al-Nawawi, Beirut: Dar Ihya al-Sunnah al-Nabawiyyah, s.n., vol. 1, p. 271.*

37. *Subhi al-Salih, Ulum al-Hadith wa Mustalahuhu, Beirut: Dar al-Ilm lil-Malayin, s.n., p. 284.*

38. *Sakhawi, Hafiz Shams al-Din, Al-Maqasid al-Hasanah fi Bayan Kathir min al-Ahadith al-Mishtarah 'ala al-Alsinah, Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi, 1441 AH, p. 108.*

39. *Mulla Ali Qari, Al-Asrar al-Marfu'ah fi al-Akhbar al-Mawdu'ah, Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1404 AH, p. 114.*

40. *Aydan.*

41. *Aydan.*

42. *Ajluni, Imam Ismail, Kashf al-Khafa wa Muzil al-Ilbas, Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1400 AH, vol. 2, p. 339.*

43. *Hafiz Shams al-Din Sakhawi, Al-Maqasid al-Hasanah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1400 AH, p. 16.*

44. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Ilm, Bab Ithm man kadha 'ala al-Nabi sallallahu 'alayhi wa sallam, Riyadh: Dar al-Salam, s.n., H: 106.

45. Jurqani, Husayn bin Abdullah, Al-Abatil wa al-Manakir wa al-Sahah wa al-Mashahir, Benares: Idarat al-Buhuth al-Islamiyyah, 1424 AH, vol. 2, p. 207.

46. Al-Hanbali, Muhammad bin Abu Bakr, Al-Manar al-Munif fi al-Sahih wa al-Da'if, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, s.n., p. 60.

47. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Ilm, Bab Ithm man kadha 'ala al-Nabi sallallahu 'alayhi wa sallam, Riyadh: Dar al-Salam, s.n., H: 106.

48. Suyuti, Jalal al-Din, Tahzir al-Khawas min Akadhib al-Qussas, Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1404 AH, p. 70.

49. Hafiz Shams al-Din Sakhawi, Al-Maqasid al-Hasanah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1404 AH, p. 18.

50. Muslim bin Hajjaj, Muqaddimah Sahih Muslim, Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, s.n., vol. 1, p. 23.

51. Qushayri, Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih li Muslim, Muqaddimah, Bab al-Nahy 'an al-Hadith bi kulli ma sami'a, Beirut: Dar al-Ma'rifah, s.n., vol. 1, p. 33.

52. Ibn Jawzi, Abd al-Rahman bin Ali, Al-Mawdu'at, Medina: Al-Maktabah al-Salafiyyah, s.n., p. 34.

53. Aydan.

54. Ibn Jawzi, Abd al-Rahman bin Ali, Al-Mawdu'at, Medina: Al-Maktabah al-Salafiyyah, s.n., p. 31.

55. Muhammad bin Habban, Kitab al-Majruhin min al-Muhaddithin wa al-Du'afa wa al-Matrukin, Aleppo: Dar al-Wa'i, s.n., vol. 1, p. 369.

56. Juzqani, Husayn Ibrahim, Al-Abatil wa al-Manakir wa al-Sahah wa al-Mashahir, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1414 AH, vol. 1, p. 190.

57. Qasimi, Jamal al-Din, Qawa'id al-Tahdith min Funun Mustalah al-Hadith, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1404 AH, p. 152.

58. Aydan.

59. Mulla Ali Qari, Al-Asrar al-Marfu'ah fi al-Akhbar al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, s.n., p. 9.

60. Hafiz Shams al-Din Zahabi, Mizan al-I'tidal fi Naqd al-Rijal, Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1404 AH, vol. 1, p. 435.

61. Aydan.

62. Al-Suyuti, Abd al-Rahman bin Abi Bakr, Tadrib al-Rawi, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, s.n., vol. 1, p. 284.

63. Khatib Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1399 AH, p. 155.

64. Sibai, Dr. Mustafa, Al-Sunnah wa Makanatuha fi al-Tashri' al-Islami, Beirut: Al-Maktab al-Islami, s.n., p. 109.

65. Qushayri, Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih li Muslim, Kitab al-Iman, Bab Wujub mahabbat Rasul Allah sallallahu 'alayhi wa sallam akthar min al-ahl wa al-walad wa al-walid wa al-nas ajma'in..., Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, s.n., H: 169.

66. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' al-Sahih al-Bukhari, Kitab Ahadith al-Anbiya, Bab: Wa ozkur fi al-kitab Maryam iz intabazat min ahliha, Damascus: Dar Ibn Kathir, s.n., H: 3445.

67. Ibn Salah, Uthman bin Abd al-Rahman, Ulum al-Hadith (Muqaddimah Ibn al-Salah), Damascus: Dar al-Fikr, 1406 AH, p. 215.

68. Qadi Ayyad bin Musa, Al-Shifa bi Ta'rif Huquq al-Mustafa, Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi, 1399 AH, vol. 1, p. 241.

69. Aydan.

70. Ibn Asakir, Ali bin Hasan, Al-Sirah al-Nabawiyyah min Tarikh Madinat Dimashq, Beirut: Dar al-Fikr, s.n., Bab Zikr Mawlid al-Nabi sallallahu 'alayhi wa sallam, p. 56.

71. Isfahani, Ahmad bin Abdullah, Dalail al-Nubuwwah, Beirut: Dar al-Nafa'is, 2018 CE, vol. 1, p. 40.

72. Aydan.

73. Aydan.

74. Muhammad Taqi Amini, Hadith ka Dirayati Mi'yar, Delhi: Nadwat al-Musannifin, 1980 CE, p. 208.

75. Al-Laknawi, Muhammad Abd al-Hayy, Al-Asar al-Marfu'ah fi al-Akhbar al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1406 AH, p. 267.

76. Aydan.

77. Mulla Ali Qari, Al-Asrar al-Marfu'ah fi al-Akhbar al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1414 AH, p. 14.

78. Shah Waliullah, Dehlawi, Hujjat Allah al-Balighah, Karachi: Qadimi Kutub Khana, s.n., p. 69.

79. Maqdisi, Muhammad bin Tahir, Tazkirat al-Mawdu'at, Cairo: Idarat al-Tiba'ah al-Muniriyyah, s.n., p. 66.

80. Suyuti, Jalal al-Din, Al-La'ali al-Masnu'ah fi al-Ahadith al-Mawdu'ah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1410 AH, vol. 2, p. 11.

81. Aydan.

82. Al-Sibai, Mustafa, Al-Sunnah wa Makanatuha fi al-Tashri' al-Islami, Beirut: Dar al-Waraq, s.n., p. 88.

83. Al-Alawi, Wajih al-Din, Al-As'ilah wa al-Ajwibah, Hyderabad: Matba' Dairat al-Ma'arif, s.n., p. 15.

84. Al-Suyuti, Abd al-Rahman bin Abi Bakr, Tadrib al-Rawi fi Sharh Taqrib al-Nawawi, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1413 AH, vol. 1, p. 286.

85. Zahabi, Imam Shams al-Din, Mizan al-I'tidal fi Naqd al-Rijal, Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1400 AH, vol. 1, p. 78.

86. H. M. Balyuzi, Muhammad aur Islam, London: George Allen & Unwin, s.n., p. 92.

87. Al-Hindi, Muhammad Tahir bin Ali, Tazkirat al-Mawdu'at, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, s.n., p. 237.

88. Jazari, Ibn al-Athir, Al-Nihayah fi Gharib al-Hadith wa al-Athar, Beirut: Al-Maktabah al-Ilmiyyah, 1389 AH, p. 139.

89. Khatib Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin Ali, Al-Jami' li Akhlaq al-Rawi wa Adab al-Sami', Riyadh: Maktabat al-Ma'arif, s.n., p. 214.

90. Al-Laknawi, Abd al-Hayy, Al-Raf' wa al-Takmil fi al-Jarh wa al-Ta'dil, Aleppo: Maktab al-Matbu'at al-Islamiyyah, 1405 AH, vol. 5, p. 11.

91. Qushayri, Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih li Muslim, Muqaddimat al-Kitab lil-Imam Muslim Rahimahullah, Bab al-Nahy 'an al-Riwayah 'an al-Du'afa wa al-Ihtiyat fi tahammuliha, Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, s.n., H: 6.

92. Abd al-Hayy Lakhnawi, Al-Raf' wa al-Takmil fi al-Jarh wa al-Ta'dil, Aleppo: Maktab al-Matbu'at al-Islamiyyah, 1407 AH, vol. 5, p. 11.